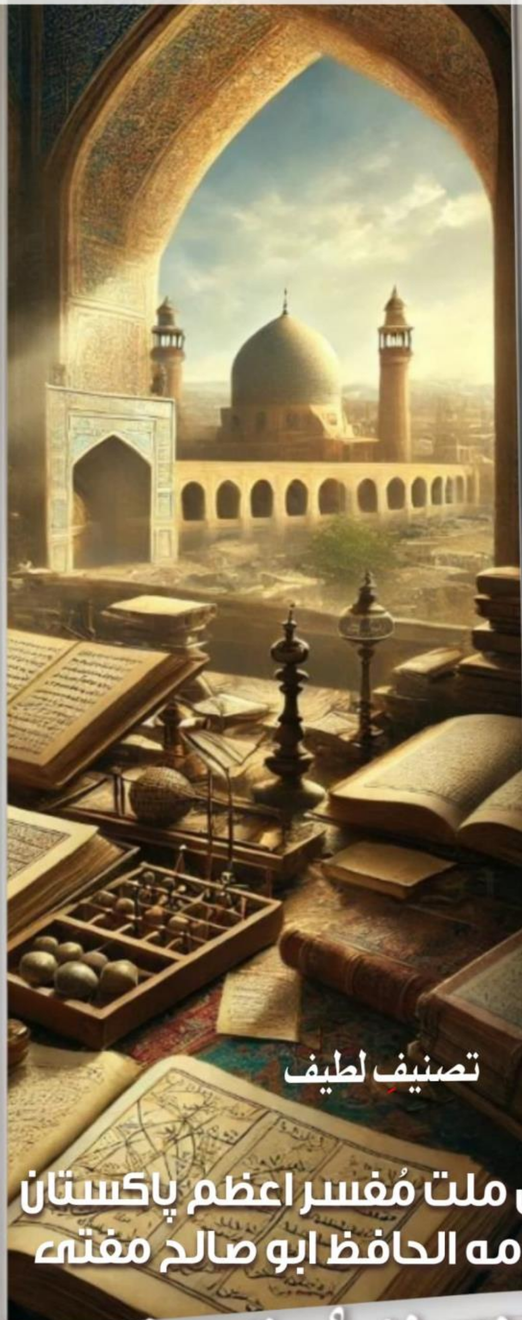
آئینہ وتاریخ پہچان



تصنیفِ لطیف

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ



 Visit Owaisi Books

www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الْکَرِیۡمِ

پیشِ لفظ

فقیر اُویسی غُفِرلَہٗ "گلزارِ خلیل" کی تقریر سے فراغت پاکر حضرت پیر محمد ابراہیم صاحب(مدظلہ العالی) کے مکان پر آرام کے لئے واپس ہوا تو مولوی محمد عظیم صاحب ملے، جنہوں نے کنری(سندھ) ضلع تھرپارکر کی دعوت کی کیونکہ اِن حضرات کا طریقہ ہے کہ حضرت پیر صاحب کے جلسہ پر جو عالمِ دین تشریف لاتے ہیں وہاں سے تقریر کے لئے کنری جانا پڑتا ہے۔ یہاں پر پیر صاحب موصوف کے مرید بکثرت ہیں اور اَہْلِ سنَّت کا غلبہ ہے مولانا محمد عظیم صاحب خطیب ہیں اُن کے اہتمام سے مدرسہ جاری ہے اور جامع مسجد کے خطیب بھی آپ ہیں، یہاں کے نوجوان بہت بڑے بیدار(باشعور)ہیں، صبح پہنچتے ہی یہ حالات معلوم ہوئے۔ فقیر نے آرام کیا عشاء کے بعد جامع مسجد کی بالائی منزل پر تقریر ہوئی اُسے فقیر نے مُرتَّب کیا تھا اور اُس کا خلاصہ، حوالہ جات، مولانا رفیق، مولانا محمد رمضان چشتی سے لکھوائے۔

گلزارِ خلیل حضرت پیر محمد ابراہیم جان محبدّدی(مدظلہ) کی رہائش گاہ کا نام ہے، جس کی تفصیل فقیر نے فیض الجلیل عُرف "آئینہ شیعہ نما" میں لکھ دی ہے۔ بعض جاہلوں نے "فیض الجلیل فیما یتعلق بگلزار خلیل" پر اعتراض کیا کہ عربی میں گاف نہیں؟ اُنہیں یہ معلوم نہیں کہ اَسماء(ناموں) میں اصلی الفاظ کو باقی رکھنا جائز ہے وغیرہ۔ یادر ہے کہ اعتراض بہاول پور کے دیوبندی مولویوں نے کیا تھا۔ ایسے ہی فقیر کی ایک عربی تصنیف میں لفظِ بہاول پور لکھنے پر ملتان کے بعض عُلَما نے اعتراض کیا اُسے کیا کہا جائے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَمَّا بَعْدُ! خطبہ مسنونہ۔ قارئین کرام! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ

حضرات! آج مجھے اَحباب(دوستوں) نے جو موضوع مُنتخَب(خاص) کر کے دیا ہے کیا آپ بھی اُس موضوع کو چاہتے ہیں؟ وہ ہے "دیوبندی فرقہ کے عقائد و مسائل کی بلا تبصرہ تفصیل" سب نے "ہاں" بیک(ایک آواز میں) آواز کہا۔

حضرات! میں اِس موضوع کو آپ کے سامنے رکھتا ہوں اگرچہ میرا پروگرام کچھ اور تھا لیکن آپ نے مجبور کر دیا اِسی لئے کچھ عرض کرنا پڑا، آپ کی مجبوری بھی بجا(درست ہے) کہ آپ کے سٹیج سیکرٹری(Stage secretary) نے مجھے ایک تحریر لکھ کر دی ہے کہ اِن دنوں یہاں دیوبندی فرقہ کے چند شر پسند مولوی(یہ مولوی عبدالشکور اور اُس کے رُفقاء تھے) نے فقیر کو مناظرہ کا چیلنج کیا۔ ہزاری تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ فقیر نے چیلنج قبول کر لیا۔ وہاں یہ مولوی میدان میں نہ اترا۔ بُری طرح چوری چھپے نکل گیا پھر علی پور فقیر پر مُقدَّمہ کرایا، چند دنوں کے بعد مر گیا۔ تفصیل دیکھئے "مناظرے ہی مناظرے آئے" اور اُنہوں نے اَہْلِ سنَّت کے خِلاف زہر اُگلا اور یہ اُن کی عادت ہے اور نہ صرف اَصاغِر(چھوٹوں) بلکہ اُن کے اکابِر(بڑوں) کا بھی یہی حال ہے۔ چند حوالہ جات سُنیے:

گالی ھی گالی:

یہ لوگ بڑے معصوم بن کر تاثُّر دیتے ہیں کہ ہم کسی کو کچھ نہیں کہتے لیکن حوالہ جات بتاتے ہیں کہ یہ ایسے سَبّ(گالیاں بکنے والے) ہیں کہ جن کو شیعہ سُن کر بھی پناہ مانگتے ہیں۔

نام کُتب	حَوالہ جات	نمبر شمار
آئینہ صداقت، ص۲۳	اُن (بریلویوں) پیٹ کے کتوں نے شروع شروع میں اکبر کے دور میں بھی خوب مزے کئے۔ [1]	۱
افاضاتِ یومیہ، ص۱۸۵ جلد ۳	اگر بریلی میں ایک بھی حقیقی مسلمان ہوتا تو آج تمام بریلی مسلمان ہوتی۔	۲
جواہر القرآن، ص ۴۷	نبی کو جو حاضر و ناظر کہے بلاشک اُس کو کافر کہو۔	۳
تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، ص ۷۹	کوئی قادری، کوئی سہروردی، کوئی نقشبندی، کوئی چشتی ہے (اِلٰی اَنۡ قَالَ) یہود و نصاریٰ کی طرح۔ [2]	۴
بریلوی مذہب، ص ۱۸	یہ (بریلوی) تو مرزائیوں سے بھی بڑھ گئے۔	۵

نوٹ: اِن پانچ حوالوں پر اِکتفا کیا جاتا ہے۔ تفصیل فقیر کے رِسالہ "سنّی وہابی یا رافضی" میں ہے۔

غور فرمایئے کہ اِن پانچ حوالوں میں کیا کیا کہا ہے؟

۱۔۔۔پیٹ کے کتے ۲۔۔۔غیر مسلم ۳۔۔۔کافر ۴۔۔۔یہودی ۵۔۔۔نصرانی ۶۔۔۔مرزائیوں سے بڑھ کر

اِنصاف فرمایئے گستاخی تو نہیں؟

اِن کی تحریریں شاہد (گواہ) ہیں کہ یہ لوگ ہمیں مُشرِک و بدعَتی کہتے نہیں تھکتے اِس سے ہمارا کچھ نہیں بگڑ تا البتہ اِن کو مبارک ہو کہ یہی دو گالی گزشتہ زمانہ میں ہمارے آقاؤں نبی (علیہ السلام) اور آپ ﷺ کے محبوب وارِثوں کو بھی کہا گیا۔

۶	منافقین نے نبی اکرم ﷺ پر شرک کی تہمت لگائی۔ [3]	روح البیان، ص ۵ تحتِ آیت مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ الخ
۷	کافروں نے نبی اکرم ﷺ پر بدعت کی تہمت لگائی۔ [4]	مظہری، ۲۶ تحتِ آیت قُلۡ مَا کُنۡتُ بِدۡعًا۔ خازن و غیرہ
۸	شر پسندوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بدِعَتی کہا۔	تاریخِ اسلام، مصنّفہ حمید الدین بی۔اے مطبوعہ فیروز سنز لاہور ص ۱۸۳
۹	خوارج نے حضرت علی و حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کو مشرک کہا۔	تاریخِ مذاہب الاسلام، ص ۴۸۷

نوٹ: نمونہ کے طور چند حوالے لکھ رہے ہیں تا کہ ناظرین سوچ سکیں کہ یہ دو گالی پہلے کون اور کن کو دی جاتی تھیں؟ اور آج بھی یہ دیکھ لیں کون اور کس کو یہ گالی دی جارہی ہے؟ یادرہے کہ منافقین، شر پسند اور خوارِج بھی اپنے آپ کو نہ صرف اسلام کا دعویدار کہتے تھے بلکہ توحید کے بہت بڑے عَلَمدار (پیشوا) تھے اِس لئے اب سوچیں کہ اَہلِ دیوبند اور وہابیوں کو کن کی وراثت ملی؟ اور ہم اَہلِ سنّت کو کن حضرات کی وراثت نصیب ہوئی۔

انگریز کا پودا: انگریز کی سیاست سب کو معلوم ہے اُس نے ہندوستان میں قدم جماتے ہی مسلمانوں کو آپس میں لڑا دیا، اِس طریقہ کار سے اُس نے مرزائی، وہابی پودے لگائے، دیوبند بھی انگریز کا پودا ہے۔

---

[1] (آئینہ صداقت از فیروزالدین روحی، سید محمد جونپوری اور شیخ علائی کے ذریعہ کتاب و سنت کی اشاعت، ص42، مکتبہ معاویہ، لیاقت آباد، کراچی)
[2] (تذکیر الاخوان از اسماعیل دہلوی، ص5، مطبع فاروقی دہلی، کراچی)
[3] (روح البیان. النساء: 80. 243/2. دار الفکر. بیروت)
[4] (التفسیر المظهري.الأحقاف: 9. 395/8. مکتبة الرشدیة–الباکستان. الطبعة: 1412 ھ)

چنانچہ دیوبندی مولوی احسن نانوتوی کے سوانح نِگار (Biographer) نے دیوبندیوں کے مرکزی مدرسہ " دیوبند " کے مُتَعَلّق حکومتِ برطانیہ کے لیفٹیننٹ (Lieutenant) گوزنر کے ایک مُعْتَمَد (بھروسہ مند) انگریز پامر نامی کا تاثُّر اِس طرح درج کیا ہے کہ اُس مدرسہ (دیوبند) نے یوماً فَیَوماً (آہستہ، آہستہ) ترقی کی ۳۱ جنوری 1875ء بروز یکشنبہ لیفٹیننٹ (Lieutenant) گوزنر کے ایک خُفیہ (رازدار) مُعْتَمَد (بھروسہ مند) انگریز مُسَمّی پامر نے اُس مدرسہ کو دیکھا تو اُس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا اُس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں:

جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صَرف (خرچ کرنے) سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں (معمولی رقم) میں ہورہا ہے۔ جو کام پِرنسپل (Principle) ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر کرتا ہے۔ وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے۔ یہ مدرسہ خِلافِ سرکار نہیں بلکہ مُوافِقِ سرکار، مُمِد (مددگار) و مُعاوِن سرکار ہے۔ (مولانا محمد احسن نانوتوی، ص ۱۲۷، مطبوعہ کراچی)

قارئین! جو مرکزی مدرسہ انگریز کا پودا ہو تو وہاں سے فارغ التّحصیل ہونے والے بھی یقیناً انگریزوں کے پِھٹّو اور اُنہی کے پروَردہ (پالتو) ہیں اور یہ " مُکالِمَةُ الصّدرین " مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی کے شیخ الاسلام کی طرف سے شائع ہوئی ہے، خُطباتِ عثمانی دیوبندیوں کے شیخ الاسلام کی طرف سے شائع ہوئی ہے، خُطباتِ عثمانی میں بھی شامل ہے جبکہ اُس نے ہندوستانی شیخ الاسلام کو گِلہ شِکوہ کے طور لکھوائی یعنی حسین کانگرسی کے مُتَعَلّق۔

اشرف علی تھانوی انگریزوں کا وظیفہ خور:

”حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی آپ کے مسلّم بزرگ و پیشوا تھے، اُن کے مُتَعَلّق بعض لوگوں کو یہ کہتے سنا گیا کہ اُن کو چھ سو (۶۰۰) روپیہ ماہوار حکومت کی جانب سے دیے جاتے تھے۔“[5] (مُکالِمَةُ الصّدرین، ص ۹)

تبلیغی جَمَاعَت کے سر پَرَسْت انگریز: ”مولانا حفظ الرحمن صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداءً حکومتِ برطانیہ کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہو گیا۔“[6] (مُکالِمَةُ الصّدرین، ص ۸)

جمعیت عُلَماءِ اسلام کو انگریزوں کی مالی اِمداد:

”مولانا حفظ الرحمن صاحب کی تقریر کا خُلاصہ یہ تھا کہ کلکتہ میں جمعیت عُلَماءِ اِسلام حکومت کی مالی امداد اور اُس کے اِیماء (حکم) سے قائم ہوئی ہے۔“[7] (مُکالِمَةُ الصّدرین، ص ۷)

مَلَک الموت اور شیطان: الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر فخرِ دو عالم (علیہ السلام) کے لیے علمِ محیطِ زمین کو خِلافِ نُصوصِ قَطعیّہ بِلا دلیل محض قیاسِ فاسد سے ثابت کرنا شِرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصّہ ہے؟ شیطان و ملک الموت کے لیے یہ وُسعَت نص سے ثابت ہوئی۔ فخرِ دوعالم (علیہ السلام) کے علم کی وُسعَت کے لیے کونسی نصّ قطعی ہے جس سے تمام نُصوص کو رد کر کے ایک شِرک ثابت کیا جائے۔

---

[5] (مکالمۃ الصدرین از فیروز الدین روحی، علامہ عثمانی کا جواب، ص 10، مرتبہ طاہر احمد القاسمی رکن مجلس عاملہ آل انڈیا جمعیۃ علمائے اسلام)

[6] (مکالمۃ الصدرین از فیروز الدین روحی، مولانا حفظ الرحمن کی تقریر کا خلاصہ، ص 8، مرتبہ طاہر احمد القاسمی رکن مجلس عاملہ آل انڈیا جمعیۃ علمائے اسلام)

[7] (مکالمۃ الصدرین از فیروز الدین روحی، مولانا حفظ الرحمن کی تقریر کا خلاصہ، ص 7، مرتبہ طاہر احمد القاسمی رکن مجلس عاملہ آل انڈیا جمعیۃ علمائے اسلام)

براہین قاطعہ **مُصَنِّفُہ**(اس کے لکھنے والے) مولوی خلیل احمد صاحب آنبیٹھوی و **مُصَدِّقُہ**(اس کی تصدیق کرنے والے) مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔[8] (مطبوعہ دیوبند، ص ۵۱)

اور لکھا... "اَعْلیٰ عِلِّیین میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا اُن اُمور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔"[9]
(براہینِ قاطعہ، ص۵۲)

شیطان کا علم زیادہ:

علم شیطان کا ہو علمِ نبی سے زائد پڑھوں لاحول نہ کیوں دیکھ کے صورت تیری

براہینِ قاطعہ کے ص ۵۲ پر ہے: "اَعْلیٰ عِلِّیین میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا اُن اُمور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔"[10]

نبی علیہ السلام کو اپنے خاتمہ سے بے خبری: معاذ اللہ براہینِ قاطعہ کے صفحہ ۵۱ پر ہے: خود فخرِ عالم علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَاللّٰهِ لَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ [**ترجمہ**: بخدا مجھے خبر نہیں کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا ہو گا؟][11]

اِنتباہ: یہ حدیث **مَعَہ**(اس کے ساتھ) آیت وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ (پ:26،ع1، الاحقاف: 9) منسوخ ہے لیکن افسوس ہے کہ دیوبندی فرقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتنی بڑی تُہمت لگاتا ہے۔

نبی علیہ السلام کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں: اِسی براہینِ قاطعہ میں ہے کہ "شیخ عبد الحق محدّث دہلوی روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو (حضور ﷺ کو) دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔"[12]

تبصرہ اُویسی غفرلہ: یہ حضور سرورِ عالم ﷺ پر صریح بُہتان و اِفتراء(جھوٹا الزام ہے) اور ایک موضوع حدیث کا سہارا لے کر نبی پاک ﷺ کی تنقیص(شان میں کمی) اور گستاخی کا مظاہرہ کیا گیا ہے حالانکہ یہی شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "مدارج النبوۃ" میں اِس روایت کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: جوابش آنست کہ ایں سخن اصلے نہ دارد، وروایت بداں صحیح نشدہ است[13]

ترجمہ: ایسی بے اصل روایتوں سے حضور ﷺ کے کمالاتِ علمیہ کا انکار کرنا بدترین جہالت وضلالت ہے۔

---

8)(البراہین القاطعۃ،ص55،دارالاشاعت اردو بازار،ایم اے جناح روڈ، کراچی)

9)(البراہین القاطعۃ،ص56،دارالاشاعت اردو بازار،ایم اے جناح روڈ، کراچی)

10)(البراہین القاطعۃ،ص56،دارالاشاعت اردو بازار،ایم اے جناح روڈ، کراچی)

11)(البراہین القاطعۃ،ص55،دارالاشاعت اردو بازار،ایم اے جناح روڈ، کراچی)

12)(البراہین القاطعۃ،ص55،دارالاشاعت اردو بازار،ایم اے جناح روڈ، کراچی)

13)(مدارج النبوت،"لا علم ماورای جداری ایں سخنے اصل ندارد"، 1/7، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

جانوروں جیسا حضور علیہ السلام کا علم: حفظ الایمان، مُصَنِّفُہ مولوی اشرف علی تھانوی ص ۸ میں ہے: ”پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدّسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر (بات پوچھنے کی ہے) ہے کہ اِس سے مراد بعض غیب ہے یا کُلّ غیب ؟ اگر بعض معلومِ غیبیہ (یعنی بعض وہ علمِ غیب جو معلوم ہیں) مراد ہیں تو اُس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ؟ ایسا علمِ غیب تو زید، عمر بلکہ ہر صبی (بچے) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع (تمام) حیوانات و بہائم (جانوروں) کے لئے بھی حاصل ہے۔“[14]

تبصرہ اویسی غفرلہ: اَہْلِ سنّت کا عقیدہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تمام کائنات کے علم سے ممتاز ہے اور اِس قسم کی تشبیہ (مماثلت) شانِ رسالت کی شدید ترین توہین و تنقیص ہے۔

رحمۃ للعالمین حضور صلی اللہ علیہ کا خاصّہ نہیں: فتاویٰ رشیدیہ، حصہ دوم میں تحریر ہے:

(اِستفتاء) کیا فرماتے ہیں عُلَماءِ دین کہ لفظ رحمۃ للعالمین مخصوص آنحضرت ﷺ سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں ؟۔

(الجواب) ”لفظ رحمۃ للعالمین خاصّہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء انبیاء اور عُلَماءِ ربّانیین بھی مُوجِبِ رحمت ہوتے ہیں اگر چہ جناب رسول اللہ سب سے زیادہ لہٰذا اگر دوسرے پر اِس لفظ کو بتاویل (تاویل کے ساتھ) بول دیوے تو جائز ہے۔“[15] (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۲، ص ۹)

”حضرت گنگوہی صاحب کو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی وفات کی خبر ملی تو بظاہر یہ معلوم نہ تھا کہ اِس قدر محبت حضرت کے ساتھ ہوگی۔ حضرت گنگوہی حضرت کی نسبت بار بار رحمۃ للعالمین فرماتے تھے۔“[16] (اِفاضاتِ یومیہ، تھانوی، ج ۱، ص: ۱۰۵)

آج نمازِ جمعہ کے موقع پر خبرِ ناگاہ (اچانک خبر) سن کر دل پر بے حد چوٹ لگی کہ حضرت قبلہ (مفتی محمد حسن) رحمۃ للعالمین دنیا سے سفر آخرت فرما گئے۔
(عزیز الرحمن، مہتمم مدرسہ امداد العلوم، ایبٹ آباد، تذکرہ حسن، ص: ۲۰۲)

قارئین: وہ صفت جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو خُصوصیّت سے عطاء فرمائی ہے یہ لوگ اُسے گھٹانے کے خیال میں کیوں ہیں ؟ سوچئے۔

دیوبندی حضور علیہ السلام کے استاد بننے کے مدعی: براہینِ قاطعہ میں مولوی خلیل احمد صاحب آنبیٹھوی ص ۲۶ پر لکھتا ہے: ”مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت ہے کہ صدہا عالِم یہاں سے پڑھ کر گئے اور خلقِ کثیر کو ظُلمت و ضَلالت (تاریکی اور گمراہیت) سے نکالا۔ یہی سبب ہے کہ ایک صالح، فخرِ دوعالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرّف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گئی، آپ تو عربی ہیں؟

---

[14] (حفظ الایمان مع بسط البنان، ص 15، دارالکتاب دیوبند، یوپی) (حفظ الایمان مع بسط البنان و تغییر العنوان، ص 13، قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی)

[15] (فتاویٰ رشیدیہ کامل، کتاب العقائد، ص 244، دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی)

[16] (ملفوظات حکیم الامت، ملفوظ 135، 1/138، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان)

فرمایا کہ جب سے عُلَماءِ مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی سبحان اللہ اِس سے رتبہ اِس مدرسہ کا معلوم ہوا۔"[17]

قارئین! غور فرمائیے کیا حضور علیہ السلام "اردو" دیوبندیوں سے سیکھے ہیں؟ اس سے بڑھ کر گستاخی اور کیا ہو سکتی ہے؟

حضور علیہ السلام پر بہتان: بلغۃ الحیران، ص ۲۶۷ پر ہے: "اور قبل الدخول طلاق دو تو اُس عورت پر عدّت لازم نہ ہوگی جیسا کہ زینب کو طلاق قبل الدخول دے دی گئی اور رسول اللہ ﷺ نے اُس سے بلا عدّت نکاح کرلیا"[18] کہ حضور نے عدّت گزرنے سے پہلے حضرت زینب سے نکاح کرلیا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے اُن کی عدّت گزرنے سے پہلے پیغامِ نکاح تک نہیں بھیجا جیسا کہ مسلم شریف، جلد اول ص ۴۶۰ پر حدیث وارد ہے:

لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّةُ زَيْنَبَ قَالَ رَسُولُ اللهُ لِزَيْدٍ فَاذْكُرْهَا عليّ الحديث[19]

یعنی جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عِدّت پوری ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید سے فرمایا کہ تم زینب کو میری طرف سے نکاح کا پیغام دو۔[20]

تقویۃ الایمان میں ۴۳ پر مرقوم ہے یعنی "میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔"[21]

تبصرہ اویسی غفرلہ: مذکورہ بالا جملہ مولوی اسماعیل دہلوی نے رسولِ خدا ﷺ کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ یہ حضور سرور عالم ﷺ پر بُہتان ہے اور نبوت پر جھوٹ، بہتان تراشا (جھوٹا الزام لگانا) بدترین ضلالت و گمراہی ہے علاوہ ازیں (اس کے علاوہ) یہ خود حضور سرور کونین ﷺ کے صریح ارشاد

إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللهِ حَيٌّ يُرْزَقُ[22] (مشکوۃ شریف جلد اول ص ۱۲۱)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے اَجسام (جسم مبارک کا) کھانا حرام کیا، اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ سے رزق دیا جاتا ہے۔

لہذا حضور سیّد عالم ﷺ کے حق میں یہ اعتقاد رکھنا کہ حضور مر کر مٹی میں مل گئے صریح گمراہی ہے اور حضور ﷺ کی طرف منسوب کرکے یہ کہنا کہ معاذ اللہ میں بھی مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں رسول اللہ ﷺ پر افتراءِ محض اور شانِ اقدس میں توہینِ صریح ہے لیکن اِن گستاخوں اور بے ادبوں سے کون پوچھے؟ الٹا چوری سینہ زوری کے قاعدہ پر دین کی ٹھیکیداری کے دعویدار بھی ہیں۔

عجب رنگ ہیں زمانے کے

دجّال سے تشبیہ: قاسم نانوتوی اپنی کتاب "آبِ حیات، مطبع قدیمی واقع دہلی، ص ۱۶۹" پر لکھتے ہیں:

---

17)(البراہین القاطعۃ، ص30، دارالاشاعت اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

18)(بلغۃ الحیران فی ربط آیات الفرقان از حسین علی، سورۃ الاحزاب، ص267، حمایت اسلام پریس، لاہور)

19)(مسلم شريف. كتاب النكاح. بَابُ زَوَاجِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَنُزُولِ الْحِجَابِ وَإِثْبَاتِ وَلِيمَةِ الْعُرْسِ. 1049/2. الحديث1428. دار إحياء الكتب العربية)

20)لہذا جو شخص حضور ﷺ پر افتراء کرتا ہے وہ درگاہِ رسالت کا سخت دشمن ہے اور بدترین گستاخ ہے۔(ط ضیائی)

21)(تقویۃ الایمان از اسماعیل دہلوی، ص81، بیت القرآن، اولمپک پلازہ، الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

22)(مشكاة المصابيح. كتاب الصلاة. باب الجمعة. الفصل الثالث. 431/1. الحديث1366-[13]. المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثالثة. 1985م)

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام اِس ہیچیدان (کم علم) کی تصدیق کرتا ہے۔ فرماتے ہیں: تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي أَوْ كَمَا قَالَ لیکن اِس قیاس پر دجّال کا حال بھی یہی ہونا چاہئے، اِس لئے کہ جیسے رسول اللہ ﷺ بوجہ منشائیّت ارواحِ مومنین جس کی تحقیق سے ہم فارغ ہو چکے ہیں مُتَّصِف بحیات بالذات ہوئے ایسے ہی دجّال بھی بوجہ منشائیّت ارواحِ کفّار جس کی طرف ہم اِشارہ کر چکے ہیں مُتَّصِف بحیات بالذات ہو گا اور اِس وجہ سے اُس کی حیات قابل اِنفکاک (جدا ہونے قابل) نہ ہو گی اور موت ونوم (نیند) میں استتار (تسلسل) ہو گا، اِنقطاع (علیحدگی) نہ ہو گا[23] اور شاید یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ابنِ صیاد[24] اپنی نوم (نیند) کا وہی حال بیان کرتے ہیں جو رسول اللہ صلعم[25] نے اپنی نسبت ارشاد فرمایا یعنی بشہادتِ احادیث۔ وہ بھی یہی کہتا تھا کہ تَنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي یعنی میری آنکھ سوتی ہے، دل بیدار ہوتا ہے۔

انتباہ: حضور ﷺ کے خصوصی اَوصـــاف، دجّال کے لئے ثابت کرنا معاذ اللہ تنقیصِ شانِ نبوت (نبی کے شان کو گھٹانا) ہے لیکن دیوبندی تو اِس کو اسلام سمجھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ہیں تو ہمارے جیسے آدمی تو پھـــر اُنہیں دجّال سے تشبیہ دیں یا جانوروں یا پاگلوں سے جیسے قاسم نانوتوی نے اِس کتاب "آبِ حیات" میں اور تھانوی نے "حفظ الایمان"[26] میں دی۔

سیّدہ عائشہ کی گستاخی: مولوی اشرف علی تھانوی نے بڑھاپے میں ایک کمسِن شاگردنی سے نکاح کیا، اُس نکاح سے پہلے اُن کے کسی مرید نے خواب میں دیکھا کہ مولوی اشرف علی کے گھر حضرت عائشہ صدیقہ آنے والی ہیں۔ جس کی تعبیر مولوی اشرف علی صاحب نے یہ کی کہ کوئی کمسِن عورت میرے ہاتھ آوے گی کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ کا نکاح جب حضور علیہ السلام سے ہوا تو آپ کی عمر سات سال تھی وہی نسبت یہاں ہے کہ میں بڑھا ہوں اور بی بی لڑکی ہے۔ (رسالہ الامداد، مصنف مولوی اشرف علی تھانوی، ماہ صفر ۱۳۳۵ھ)

تبصرہ اویسی غفرلہ: خواب کا معاملہ کہہ دینا ایک بہانہ ہے ورنہ ایماندار سوچے کہ حضور علیہ السلام کی ساری بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَأَزْوَاجُه أُمَّهَاتُهُمْ (الاحزاب:6) [اور اس کی بیبیاں اُن کی مائیں ہیں۔] خصوصاً صدیقۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وہ شان ہے کہ دنیا بھر کی مائیں اُن کے قدم پاک پر قربان ہوں۔ کوئی کمینہ انسان بھی ماں کو خواب میں دیکھ کر زوجہ سے تعبیر نہ دے گا۔ یہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سخت توہین بلکہ اُس جناب کے حق میں صریح گالی ہے۔ اِســـں سے زیادہ اور کیا بے ایمانی اور بے غیرتی ہو سکتی ہے کہ ماں کو زوجہ سے تعبیر دی جاوے؟ یہ نقد سودا ہے کہ کوئی انسان اِســـں طرح کا خواب نہ پہلے کسی نے دیکھا اور نہ تھانوی کے سوا کسی اور نے تا حال دیکھا۔

تھانوی کا کلمہ: مولوی اشرف علی تھانوی کے ایک مرید نے مولوی صاحب موصوف کو لکھا کہ میں نے خواب کی حالت میں اس طرح کلمہ پڑھا: لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ میں چاہتا تھا کہ کلمہ صحیح پڑھوں مگر منہ سے یہ ہی نکلتا تھا پھر بیدار ہو گیا تو درود شریف پڑھا تو یوں: اللھم صلی علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی بیدار ہوں مگر دل بے اختیار ہے۔ اِس کا جواب مولوی اشرف علی صاحب نے یہ دیا اِس واقعہ میں تسلّی تھی کہ جس

---

23) یعنی جس طرح رسول اللہ ﷺ کا مشیتِ الٰہی کے سبب مسلمانوں کی روحوں سے ذاتی حیات کے ساتھ یعنی باطنی اور روحانی تعلق ہے اور ان کی حیات عام حیات کی سی نہیں بلکہ دائمی ہے، اسی طرح دجّال کا بھی کفار کی روحوں سے باطنی اور روحانی تعلق ہے اور اسی وجہ سے اس کی حیات بھی عام حیات کی طرح نہیں۔ (طضیائی)

24) جس کے دجال ہونے کا صحابہ کو ایسا یقین تھا کہ قسم کھا بیٹھتے تھے۔

25) کتاب میں اِس طرح ہے ہم اہلسنت کہتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم صلعم وغیرہ لکھنا محرومی کی نشانی ہے تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ "کراہتِ صلعم"۔

26) (حفظ الایمان از اشرف علی تھانوی، ص8، کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی دیوبند)

طرف تم رُجوع کرتے ہو وہ **بِعَونِہٖ تَعالٰی** (اللہ تعالیٰ کی مدد سے) مُتَّبِعِ سنّت (سنّت کی پیروی کرنے والا) ہے۔ ۲۴ شوال ۱۳۳۵ھ ماخوذ از رسالہ الامداد بابت ماہِ صفر ۱۳۲۶ھ ص ۳۵[27]

درسِ عبرت: غور کرنا چاہئے کہ مولوی اشرف علی صاحب کا کلمہ پڑھ لو اور اُن پر درود پڑھو مگر بے اختیاری زبان کا بہانہ کر دو۔ سب جائز ہے کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور کہے کہ بے اختیار زبان سے نکل گیا طلاق ہو جاتی ہے مگر یہاں یہ بہانا کافی مانا گیا اور اُس کو پیر کے مُتَّبِعِ سنّت (یعنی سنّت کی پیروی کرنے والا) ہونے کی دلیل قرار دیا گیا۔ (معاذاللّٰہ)

حضور ﷺ باورچی (معاذاللّٰہ): تذکرۃ الرشید، ص ۴۶ میں ہے کہ حاجی امداد اللہ صاحب نے خواب میں دیکھا کہ آپ کی بھاوج اپنے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اُن سے فرمایا کہ اُٹھ، تو اِس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکا دے، اِس کے مہمان عُلَما (یہی دیوبندی) ہیں اِس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا۔[28] (معاذاللّٰہ)

قارئین ایمان سے کہئے کیا یہ نبی کریم ﷺ کی گستاخی نہیں؟ اِس کا دیوبندی یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ خواب کی باتیں ہیں۔ میں کہتا ہوں عام آدمی کا خواب میں آنا اور بات ہے حضور ﷺ کے لئے یہ تو عقیدہ ہے کہ خواب میں آپ خود ہوتے ہیں پھر گستاخی نہیں تو اور کیا ہے؟

خدا کے سوا کسی کو نہ مانو: تقویۃ الایمان میں مولوی اسماعیل صاحب دہلوی نے ص ۹ پر لکھا: اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اور اُس سے نہ ڈر۔[29]

اور تقویۃ الایمان کے ص ۱۰ پر تحریر کیا: "ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اُس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو چاہیے کہ اپنے ہر کام پر اُس کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام؟ جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ (واسطہ) اُسی سے رکھتا ہے، دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چُوہڑے امّتی (بھنگی، موچی) کا تو کیا ذکر۔"[30] کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی (معاذاللہ چُوہڑے امّتی سے تشبیہ دی جاسکتی ہے)؟ دیوبندیوں سے پوچھئے۔

فائدہ: اِس عبارت میں اللہ تعالیٰ کے سوا مثال دے کر اَنبیاء و اَولیا اور اِس میں حضور علیہ السلام بھی شامل ہیں کو چُوہڑے امّتی (بھنگی، موچی) بنا دیا۔ (معاذاللّٰہ)

تقویۃ الایمان ص ۱٦ پر تحریر ہے کہ اُس کے دربار میں اُن کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے وہ سب رُعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں۔[31]

تقویۃ الایمان کے ص ٦ پر لکھتے ہیں:

اِس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی، جن اور فرشتے، جبرائیل اور محمد کے برابر پیدا کر ڈالے۔[32]

انتباہ: یہ عقیدہ دیوبندیوں کا اب بھی جوں کا توں ہے اُن سے پوچھ لیں۔

---

27 (رسالہ الامداد بابت ماہ صفر 1336ھ، ص 35، مطبع تھانہ بھون)

28 (تذکرۃ الرشید، سلوک و تحصیل طریقت، 1/46، بلالی سٹیم پریس، ساڈھورہ)

29 (تقویۃ الایمان معہ تذکیر الاخوان، الفصل الاول فی الاجتناب عن الاشراک، ص 21، شمع بک ایجنسی، یوسف مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار لاہور)

30 (تقویۃ الایمان معہ تذکیر الاخوان، الفصل الاول فی الاجتناب عن الاشراک، ص 22، شمع بک ایجنسی، یوسف مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار لاہور)

31 (تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، ص 74، شمع بک ایجنسی، یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار کراچی)

32 (تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، الفصل الثالث فی ذکر رد الاشراک فی التصرف، ص 41، شمع بک ایجنسی، یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار کراچی)

اَھْلِ سنّت کا عقیدہ: اَہْلِ سنّت کے نزدیک محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل و نظیر کے پیدا کرنے سے قدرت و مشیّتِ اِیزدی کا مُتَعَلِّق ہونا، محالِ عملی (عملاً ناممکن) ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ نے پیدائش میں تمام انبیاء علیہم السلام سے حقیقۃً اول ہیں اور بِعثَت میں تمام انبیاء علیہم السلام سے آخر اور خاتَم النّبیین ہیں ظاہر ہے کہ جس طرح اولِ حقیقی (ذتِ باری تعالیٰ) میں تَعَدُّد (ایک سے زائد ہونا) مُحال بالذّات (ناممکن) ہے، اِسی طرح خاتَم النّبیین میں بھی تَعَدُّد (ایک سے زائد ہونا) مُمْتَنع لِذاتہٖ (ناممکن) ہے[33] اور اِس بناء پر قدرت و مشیّتِ خُداوَندی کا ناقِص ہونا لازم نہیں آتا بلکہ اِسی امرِ مُحال کا قَبیح و مذموم ہونا ثابت ہوتا ہے کہ وہ اِس بات کی صلاحیّت ہی نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و مشیّت اُس سے مُتَعَلِّق ہو سکے۔

لطیفہ: اَہْلِ سنّت نے جب یہ دلیل قائم کی کہ اللہ تعالیٰ اگر اور محمد (ﷺ) پیدا کرے تو اُس پر جھوٹ کا اِلزام آئے گا اِس لئے کہ وہ ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتَم النبیین کہہ چکا ہے اگر اور محمد (ﷺ) بنائے گا تو جھوٹ ثابت ہوگا۔ دیوبندیوں نے کہا اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔

باری تعالٰی کی طرف جھوٹ کی نسبت: امکانِ کِذب (جھوٹ کے ممکن ہونے) سے مراد "دُخولِ کذب تحتِ قدرتِ باری تعالیٰ ہے[34]"۔
(فتاوی رشیدیہ، ص۱۹۔ براہین قاطعہ، ص:۲۷۵)

اَفعالِ قَبیحه: "اَفعالِ قَبیحہ (بُرے کاموں) کو مثلِ دیگر (دوسرے مخلوق کی مثل) مُمْکِناتِ ذاتیہ مَقدورِ باری (اللہ تعالیٰ قدرت کے ماتحت) جُملہ (تمام) اَہْلِ حق (علمائے دیوبند) تسلیم فرماتے ہیں[35]۔" (جہد المقل، ص ۱۴۱ ج ۱)

فائدہ: یہ اِمکانِ کِذب کا مسئلہ ہے اور نِہایَت دَقیق (باریک) ہے، یہاں صرف اتنا سمجھ لیں کہ دیوبندی نہ صرف نبی کریم ﷺ کے گستاخ اور بے ادب ہیں بلکہ یہ خدا کی گستاخی اور بے ادبی سے بھی نہیں چوکتے (باز آتے)، اِس لئے کہ بے ادبی اور گستاخی اُن کی جُبلی عادت (فطری عادت) ہے۔ جیسے بِچّھو ڈسنے پر مجبور ہے۔ بَھلا یہ بھی کوئی عقلمندی ہے کہ خدا تعالیٰ جیسی منزہ (پاک) ذات کو جھوٹا اور دیگر افعالِ قبیحہ (دوسرے بُرے کاموں) سے موصوف مانا جائے۔ توبہ توبہ۔

تحقیق کے لئے دیکھئے اعلیٰ حضرت کی کتاب "سبحان السُبّوح" اور علامہ کاظمی صاحب کی کتاب "تسبیح الرحمٰن"۔

نبی علیه السلام معصوم نهیں (معاذ الله): دَروغِ صَریح (واضح جھوٹ) بھی کئی طرح پر ہوتا ہے، ہر قسم کا حکم یکساں (برابر) نہیں، ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں، "بالجملہ علی العموم کذب (عمومی اور مجموعی طور پر جھوٹ) کو مُنافی (خلاف) شانِ نُبُوّت بایں معنی سمجھا جاتا کہ یہ معصیّت (گناہ) ہے اور انبیاء علیہم السلام مَعاصی (گناہوں) سے معصوم ہیں، خالی غلطی سے نہیں۔"

---

[33]) اول حقیقی (یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات) میں تعدد محال بالذات اس لیے ہے کہ وحدانیت اس کی صفات میں سے ایک لازمی صفت ہے۔ اگر تعدد کو ممکن قرار دیا جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے کمالات میں نقص پیدا کرنے کے مترادف ہوگا، جو کہ عقلاً اور نقلاً ناممکن ہے۔ اسی طرح خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت میں تعدد ممتنع بالذات ہے، کیونکہ ختمِ نبوت کا تصور بھی اسی طرح حتمی اور کامل ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت۔ ختمِ نبوت کا معنی یہ ہے کہ نبوت کی جو کمالیت اور اتمام رسول اللہ ﷺ کے ذریعے سے انجام پائی، اس کے بعد کسی نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اگر ختمِ نبوت کے بعد کسی اور نبی کو مانا جائے تو یہ نبوت کی تکمیل پر اعتراض اور انکار کے مترادف ہوگا، جو کہ اسلامی عقائد میں سراسر باطل ہے۔ (طضیائی)

[34]) یعنی اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے لیکن بولتا نہیں۔ (طضیائی)

(فتاویٰ رشیدیہ از رشید احمد گنگوہی، ص 237، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور) (تالیفاتِ رشیدیہ از رشید احمد گنگوہی، ص 98، 99، ادارہ اسلامیات لاہور)

(براہین قاطعہ، ص 274، بحکم رشید احمد گنگوہی دیوبندی) (براہینِ قاطعہ از خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی، ص 6، مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ دیوبند)

[35]) یعنی جس طرح افعالِ قبیحہ کہ جھوٹ، زنا، چوری وغیرہ پر مخلوق قادر ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی قادر ہے۔ یہ تمام دیوبندیوں کے نزدیک مسلّم ہے۔ (طضیائی)

(الجہد المقل فی تنزیہ المعز والمعزل از محمود حسن، مقدمہ ہفتم، ص 41، مطبع بلالی ساڈھورہ، ضلع ابنالہ)

یہ عقیدہ مولوی قاسم نانوتوی نے "تصفیة العقائد" میں لکھا۔ مولوی عیسی لودھروانی دیوبندی ثم (پھر) مودودی نے نام لئے بغیر فتویٰ دیوبند سے منگوایا وہ بھی پڑھ لیں۔ [36] (فتوی ۴۱/۷۸۶)

الجواب: انبیاء علیہم السلام مَعاصی (گناہوں) سے محروم ہیں۔ اُن کو مُر تَکِبِ مَعاصی (گناہ کرنے والا) سمجھنا العیاذ باللہ اَہْلِ سنّت و جماعت کا عقیدہ نہیں۔ اِس کی وہ تحریر خطرناک بھی ہے اور عام مسلمانوں کو ایسی تحریرات پڑھنا جائز بھی نہیں۔ **فقط واللّٰہ اَعلم**۔ سیّد احمد سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔ جواب صحیح ہے، ایسے عقیدے والا کافر ہے، جب تک کہ وہ تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح نہ کرے اُس سے قطعِ تعلّق (تعلّق ختم) کرے۔

مسعود احمد علی اللہ عنہ

مہر دار الافتاء فی دیوبند الہند

المُشْتَہِر محمد عیسیٰ نقشبندی ناظم مکتبہ اسلامیہ لودھراں ضلع ملتان۔

فائدہ: اگر ہم اَہْلِ سنّت ایسا جواب لکھتے ہیں تو دیوبندی ٹولہ ناراض ہوتا لیکن یہ فتویٰ دار العلوم دیوبند کا ہے۔

عقیدہ دیوبند: تقویۃ الایمان کے ص ۲۲ پر ہے: جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔ [37]

تبصرہ اویسی غفرلہ: حالانکہ اللہ نے حضور علیہ السلام کو مختارِ کُل بنایا ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب "اختیار الکل لمختار الکل"۔

تقویۃ الایمان ص ۳۵ میں ہے: جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو اِن مَعنوں پر پیغمبر اپنی امّت کا سردار ہے۔ [38]

عقیدہ دیوبند: غور فرمایئے کہ جن ذہنوں میں نبی علیہ السلام کی قدر و مَنْزِلَت ایک چودھری اور زمیندار جتنی ہو وہ نبی علیہ السلام کی بے ادبی اور گستاخی نہ کرے گا تو کیا کرے گا۔

تمام مفسّرین جھوٹے: مولوی حسین علی صاحب شاگردِ مولوی رشید احمد صاحب گنگوی بلغة الحیران، ص۱۵ پر لکھتے ہیں: اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا، باب سے مراد مسجد کا دروازہ ہے جو کہ نزدیک تھی اور باقی تفسیروں کا کذب (جھوٹ) ہے۔ [39]

یہ حوالہ پڑھ کر میں ہنس پڑا اِس لئے کہ جس قوم کا عقیدہ ہو کہ خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے تو پھر بیچارے مفسّرین کون لگتے ہیں کہ یہ لوگ اُنہیں جھوٹا کہہ دیں تو کون سی بڑی بات ہے؟

چمار سے بھی ذلیل: ''ہر چھوٹا بڑا مخلوق (نبی اور غیر نبی) اللہ کی شان کے آگے چمار (موچی) سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔'' [40]

(تقویۃ الایمان، مصنّفہ مولوی اسماعیل صاحب)

نماز میں حضور ﷺ کا خیال: نماز میں رسول ﷺ کا خیال لانا گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔ [41]

---

36)(تصفیۃ العقائد از قاسم نانوتوی، ص25، کتب خانہ اعزازیہ دیوبند، ضلع سہارنپور)

37)(تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان از مولوی اسمٰعیل دہلوی، ص43، مطبوعہ: میر محمد کتب خانہ مرکز علم وادب آرام باغ کراچی)

38)(تقویۃ الایمان معہ تذکیر الاخوان از مولوی اسماعیل دہلوی، الفصل الرابع ذکر رد الاشراک فی العبادات، صفحہ 85، شمع بک ایجنسی، یوسف مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار لاہور)

39)(بلغۃ الحیران فی ربط آیات الفرقان از حسین علی، سورۃ الاحزاب، ص15، حمایت اسلام پریس، لاہور)

40)(تقویۃ الایمان معہ تذکیر الاخوان از مولوی اسماعیل دہلوی، الفصل الاول فی الاجتناب عن الاشراک، ص20، شمع بک ایجنسی، یوسف مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار لاہور)

41)(صراط مستقیم مترجم اردو از مولانا اسمٰعیل، ص118، ادارہ نشریات اسلام، اردو بازار، لاہور) (صراط مستقیم مترجم، ص148، مطبوعہ دار الکتاب دیوبند یوپی)

(صراطِ مستقیم مصنّفہ مولوی اسماعیل دہلوی)

اِس کی تردید فقیر کی کتاب "رفعُ الحجاب" میں پڑھیے، مختصر تحقیق آگے آتی ہے۔

حضورپل صراط سے گررہے تھے: میں نے حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ مجھے پُلِ صراط پر لے گئے اور دیکھا کہ حضور علیہ السلام گرے جارہے ہیں تو میں نے حضور کو گرنے سے روکا۔[42] (بلغۃ الحیران، مصنّفہ مولوی حسین علی واں بھچراں ضلع میاں والی پنجاب، شاگردِ مولوی رشید احمد گنگوہی)

تبصرہ اویسی غفرلہ: اِس گستاخی کا پہلو ظاہر ہے حالانکہ حضور علیہ السلام کے بعض غلام پُلِ صراط سے بجلی کی طرح گزرجائیں گے اور پُلِ صراط پر پھسلنے والے لوگ حضور علیہ السلام کی مدد سے سنبھل سکیں گے، آپ ﷺ دعا فرمائیں گے: رَبِّ سَلِّمْ (حدیث)[43] جو کہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کو صراط پر گرنے سے بچایا، وہ بے ایمان نہیں تو اور کیا ہے؟

امامِ اَہْلِ سنّت سیّدی اعلیٰ حضرت قدّس سرہ نے فرمایا:

رضا پُل سے وَجد کرتے گزریئے — کہ ربِّ سلّم صدائے محمد ﷺ (حدائق بخشش، حصہ اوّل)

انتباہ: خواب والا عُذر جھوٹ ہے بلکہ کہہ دو کہ خود خواب جھوٹا ہے۔ یہ لوگ اپنی شان بڑھانے کے لئے ایسے خواب گھڑنے کے استاد ہیں۔ دیکھئے فقیر کی تصنیف "بلی کے خواب میں چھیچھڑے"۔

انتباہ: قیامت میں تو حضور علیہ السلام کا امّت کے لئے یہ حال ہوگا کہ

نزع میں گور میں میزان پہ سرِپُل پر — نہ چُھٹے ہاتھ سے دامانِ معلّٰی تیرا (حدائق بخشش، حصہ اوّل)

میدانِ قیامت میں اپنا پتہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بتایا ہے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! قیامت کے روز میری شَفاعَت فرمائیے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں میں کروں گا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور! قیامت کے روز میں آپ ﷺ کو کہاں تلاش کروں؟ آپ ﷺ کہاں ملیں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا:

أُطْلُبْنِي أَوَّلَ مَا تَطْلُبْنِي عَلَى الصِّرَاطِ

ترجمہ: سب سے پہلے مجھے پُلِ صراط پر تلاش کرنا۔ عرض کیا: حضور ﷺ اگر آپ وہاں نہ مل سکیں تو پھر کہاں تلاش کروں؟

فرمایا: فَاطْلُبْنِي عِنْدَ الْمِيزَانِ

ترجمہ: پھر مجھے میزان پر تلاش کرنا۔ عرض کیا:

حضور! اگر وہاں بھی آپ ﷺ نہ مل سکیں تو؟ فرمایا: فَاطْلُبْنِي عِنْدَ الْحَوْضِ فَإِنِّي لَا أُخْطِيءُ هَذَا الثَّلَاثَ الْمَوَاطِنَ[44]

(مشکوۃ شریف، بَابُ الْحَوْضِ وَالشَّفَاعَةِ، ص ۴۹۳، مطبوعہ دار الحدیث ملتان)

---

[42] (بلغۃ الحیران فی ربط آیات الفرقان از حسین علی، مبشرات، ص8، حمایت اسلام پریس، لاہور)

[43] (سنن الترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع، باب ما جاء في شأن الصراط، 537/4، الحديث2432، دار الكتب العلمية)

[44] (مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب الجمعة، الفصل الثالث، 1557/3، الحديث5595-[30]، المكتب الإسلامي–بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

ترجمہ: پھر مجھے حوضِ کوثر پر تلاش کرنا کہ اِن تینوں مقامات سے کسی نہ کسی مقام پر میں ضرور ملوں گا۔

امّتی نبی سے بڑھ جاتا ھے: اَعمال میں بظاہر امّتی نبی کے برابر ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔[45] (تحذیر الناس، مصنفہ مولوی محمد قاسم نانوتوی مذکور)

حضور ﷺ جیسے اور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مثل ونظیر ممکن ہے۔(یکروزہ مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی، مطبوعہ فاروقی، صفحہ ۱۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ھمارے بھائی: حضور علیہ السلام کو بھائی کہنا جائز ہے کیونکہ آپ بھی انسان ہیں۔[46]

(براہینِ قاطعہ، مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی)

تبصرہ اویسی غفرلہ: والد صاحب کو بھائی اور والدہ اور زوجہ صاحبہ کو بھائی بہن کہا کریں کیونکہ یہ بھی مسلمان ہیں۔ جائز ہونے میں کوئی شک بھی نہیں۔

ضروری گزارش: مُخالفین عوام میں تاثُّر دیتے ہیں کہ اَہلِ سنّت اُنہیں گالیاں دیتے ہیں۔ ہم گالیاں دینے کو گناہ سمجھتے ہیں لیکن افسوس کہ وہ حضور ﷺ کی جی بھر کر گستاخیاں کرتے ہیں ہم اُن کی گستاخیاں عوام کو بتاتے ہیں اگر اُس کا نام گالی ہے تو بے شک مخالفین شور مچائیں ہم تو عوام کو اُن کی گستاخیوں سے آگاہ کرتے رہیں گے تاکہ عوام اُن کے دامِ تزویر(دھوکے کے جال) میں پھنس نہ جائے۔

مزید یہ کہ دیوبندی اور غیر مُقلّد (وہابیوں) کے امام اور مجدّد اسماعیل قَتِیل (مقتول) نے اپنی کتاب "صراطِ مستقیم" میں سرورِ عالم ﷺ سے کینہ اور بُغض کا ثُبوت اپنے مندرجہ ذیل عقیدے میں روزِ روشن کی طرح دیا ہے جو کہ درج ہے:

عقیدہ: ازوسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ وامثاں آں ازمعظمین گوجناب رسالتمآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق درصورت گاؤ خود است۔[47]

ترجمہ: (نماز میں) زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی کی مُجامَعَت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اُس جیسے بزرگوں کی طرف خواہ رسالت مآب ﷺ ہی ہوں، اپنی ہمّت کو لگا دینا(یعنی خیال)، اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مُسْتَغْرَق ہونے (خیال کرنے) سے زیادہ بُرا ہے۔(صراطِ مستقیم فارسی، ص۸۶، مطبوعہ دہلی)

قارئین کرام! ابوالوہابیہ اسماعیل دہلوی قتیل کا مندرجہ بالا نظریہ اور عقیدہ کس قدر دل سوز اور عُشّاقِ رسول کے جذبات کو چھلنی کر دینے والا ہے۔ اَسلاف کا عقیدہ تو یہ ہو کہ جب نماز میں تشہد پڑھتے وقت بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں ہدیۂ سلام اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ پیش کرے تو اُس وقت یہ سمجھتے ہوئے پڑھے کہ امام الانبیاء حبیبِ کبریا محمد مصطفی ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں بالمشافہ سلام عرض کر رہا ہے۔

علّامہ عبدالوہاب شعرانی قدّس سرّہ النورانی نے لکھا ہے کہ میں نے اپنے سردار علی خواص علیہ الرحمۃ کو سنا کہ فرماتے تھے کہ شارِع علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے نمازی کو تشہد میں نبی پاک ﷺ پر درود وسلام عرض کرنے کا اِس لئے حکم دیا ہے کہ جو لوگ اللہ عزوجل کے دربار میں غفلت کے ساتھ بیٹھتے ہیں، اُنہیں آگاہ فرمادے کہ اِس حاضری میں اپنے نبی اکرم ﷺ کو بھی دیکھیں اِس لئے کہ حضور ﷺ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے دربار سے جدا نہیں ہوتے۔

---

45)(تحذیر الناس از قاسم نانوتوی، ص5، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سہارنپور)

46)(براہین قاطعہ بجواب انوارِ ساطعہ، صفحہ ۷، دارالاشاعت اردو بازار، ایم اے جناح روڈ کراچی)

47)(صراطِ مستقیم فارسی، ہدایت ثانیہ درذکر مخلات عبادات الخ، افادہ نمبر1، ص86، المکتبۃ السلفیہ لاہور)

فَيُخَاطِبُونَهُ بِٱلسَّلَامِ مُشَافَهَةً[48]

ترجمہ: پس حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر بالمشافَہ سلام عرض کریں۔(میزان الکبریٰ، ص۱۶۷، ج۱، مطبوع مصر)

امام غزالی علیہ الرحمتہ کا ارشاد ھے: جب تشہد کے لئے بیٹھو اور تَصریح(واضح) کرو کہ جتنی چیزیں تقرُّب(قُربِ الٰہی) کی ہیں، خواہ صلوٰۃ(نماز) ہو یا طیّبات یعنی اَخلاقِ ظاہر وہ سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اِسی طرح مَلَکِ خدا(فرشتہ) کے لئے ہے اور یہی معنی التحیات کے ہیں اور نبی پاک ﷺ کے وُجودِ باوجود کو اپنے دل میں حاضر کرو اور اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ وَرَحْمَةُ ٱللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ کہو۔[49](احیاء العلوم، باب چھارم، جلد اول)

شیخ المحدّثین عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے **شرح مشکوۃ** میں تحریر فرمایاہے کہ

بعضے عرفا گفتہ اندکہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است درذرائر موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت درذرات مصلیاں موجود و حاضر است پس مصلی رابایدکہ ازیں معنے آگاہ باشد وازیں شہود غافل نہ بود تا انوارقرب و اسرارِ معرفت منوروفائزگردد۔[50]

ترجمہ: بعض عارفین فرماتے ہیں کہ أَيُّهَا النَّبِي کا خطاب اِس لئے کہ حضور علیہ السلام کی حقیقتِ محمدیہ موجود(کائنات) کے ذرّہ ذرّہ اور ممکنات کے ہر جُز میں موجود و حاضر ہے۔ مُصلّی(نمازی) پر لازم ہے کہ وہ اِس حقیقت سے آگاہ ہو۔ ایسے شُہود(ادراک) سے غفلت نہ برتے تا کہ اُس پر انوارِ قرب و اَسرارِ معرفت منور وروشن ہوں۔ مزید تحقیق فقیر کی کتاب "رَفعُ الحِجاب" میں پڑھیے۔

اَنبیاءواَولیاء سے شَفاعَت طلب کرنے والا ابو جہل جیسا مُشرِک ہے، دیوبندیوں کے امام اسماعیل دہلوی نے لکھا کہ جو کوئی(انبیاء واولیاء) کو اپنا وَکیل اور سِفارشی سمجھے اور نذر و نیاز کرے گو اُس کو اللہ کا بندہ سمجھے، سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔[51](تقویۃ الایمان، ص۸، مطبوعہ دہلی)

سو اب بھی جو کوئی کسی مخلوق کو عالَم میں تَصرُّف ثابت کرے اور اپنا وَکیل ہی سمجھ کر اُس کو مانے سو اُس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے۔[52](تقویۃ الایمان، ص۲۷)

انبیاء اور اولیاء اللہ تعالیٰ کی عطا سے تَصرُّف فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارے سفارشی اور وکیل ہیں یہ سب کچھ شرک اور خرافات ہیں۔[53](تقویۃ الایمان، ص۶، مصنّفہ امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی)

انتباہ: دیوبندیوں، وہابیوں کو اِس لئے ہم شَفاعَت کے منکر کہتے ہیں کہ اُن کے امام اسماعیل قتیل نے صاف لکھ دیا ہے یا یہ مولوی اسماعیل سے برات کا اِظہار کریں یا مان جائیں کہ وہ شَفاعَت کے منکر ہیں۔ اَفسوس سے کہنا پڑتا ہے، قیامت میں حضور سرورِ عالم ﷺ شَفاعَت کی وجہ سے بے چین ہوں گے جب تک امّت کا ایک فرد بھی بَہشت(جنت) سے باہر ہو گا آپ ﷺ بے قرار رہیں گے۔

---

48)(المیزان الکبري، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلوۃ، 74/2، مطبوعہ عالم الکتب بیروت)

49)(احیاء علوم الدین، بیان تفصیل ما ینبغی أن یحضر فی القلب عند کل رکن وشرط من اعمال، 169/1، دار المعرفۃ بیروت)

50)(اشعۃ اللمعات، باب التشہد، 1/401)(مدارج النبوۃ، باب پنجم ذکر فضائل آنحضرت، 1/135)

51)(تقویۃ الایمان از اسماعیل دھلوی، باب اول، توحید کا بیان، ص45، مکتب دعوت وتوعیۃ الجالیات ربوہ، ریاض، سعودی عرب)

52)(تقویۃ الایمان از اسماعیل دھلوی، باب اول، توحید کا بیان، ص45، مکتب دعوت وتوعیۃ الجالیات ربوہ، ریاض، سعودی عرب)

53)(تقویۃ الایمان، پہلا باب توحید وشرک کے بیان میں، ص8، مطبوعہ دہلی) (تقویۃ الایمان معہ تذکیر الاخوان، ص11، ناشر شمع بک ایجنسی یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

قیامت کے روز جو کچھ ہونے والا ہے اور حضور ﷺ نے اپنی امّت کی جس طرح شَفاعَت فرمائیں گے اُس کی تفصیل خود حضور ﷺ ہی کی زبانِ انور سے سیکھیے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز جب لوگ حیران و مضطرب (بے چین) ہوں گے اور اُن میں کھلبلی مچی ہو گی اور سب مُتَحَیَّر (حیران) ہوں گے کہ آج کے دن کون ہماری مدد کرے تو سب لوگ آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور شَفاعَت کے لئے عرض کریں گے تو حضرت آدم علیہ السلام شَفاعَت کرنے سے انکار فرمادیں گے اور فرمائیں گے ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ اللہ کے خلیل ہیں۔ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو آپ بھی انکار فرمادیں گے اور فرمائیں گے موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ اللہ کے کلیم ہیں۔ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ بھی انکار فرمادیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی انکار فرمادیں گے اور فرمائیں گے کہ شَفاعَت مطلوب ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ حضور فرماتے ہیں: پھر لوگ میرے پاس آئیں گے اُس کے بعد شَفاعَت کا دروازہ کھل جائے گا[54] تو تمام انبیاء، اولیاء، عُلما و حُفّاظ، نیک نمازی شَفاعَت کریں گے۔

مزید احادیثِ شَفاعَت: شَفَاعَتِي لِأَهْلِ ٱلْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي [55]

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری شَفاعَت، میری امّت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔ (مشکوۃ، ص ۴۹۴)

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ: أَتَانِي آتٍ مِنْ عِندِ رَبِّي، فَخَيَّرَنِي بَيْنَ أَنْ يُدْخِلَ نِصْفَ أُمَّتِي ٱلْجَنَّةَ، وَبَيْنَ ٱلشَّفَاعَةِ، فَٱخْتَرْتُ ٱلشَّفَاعَةَ، وَهِيَ لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِٱللَّهِ شَيْئًا. [56]

ترجمہ: حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اُنہوں نے کہا: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا میرے پاس آیا اور مجھے اختیار دیا کہ اپنی امّت میں سے نصف (آدھی امت) کو جنّت میں داخل کروں یا شَفاعَت کو اختیار کروں پس نے شَفاعَت کو اختیار کیا اور وہ ہر اُس شخص کے لئے ہے جو شرک پر نہ مرا ہو۔ (رواہ الترمذی و ابن ماجہ و مشکوۃ، ص ۴۹۴ بَابُ الْحَوْضِ وَالشَّفَاعَةِ)

دیوبند اور شیعہ کا گٹھ جوڑ: دیوبندی، وہابی، اَہْلِ سنَّت کو بدنام کرنے کے استاد ہیں۔ عوام کو بھی تقریروں اور تحریروں میں سمجھاتے ہیں کہ یہ سنّی بریلوی، شیعہ ہیں حالانکہ ہم نے شیعوں کے ردّ میں بے شمار کتابیں لکھی ہیں۔ فقیر کی تَصانیف درجنوں چھپ چکی ہیں لیکن دیوبندیوں کا اپنا حال یہ ہے۔

صحابہ کرام رضی اللّٰہ عنہم اور شیعہ: ابو بکر اور عمر نے غدیر کے روز کیا پھر علی کو سلام کیا پھر جب رسول اللہ ﷺ یہ دنیا سے چلے گئے تو وہ کافر ہو گئے۔ (صافی شرح اُصولِ کافی، ج۳، ص۹۸، مطبوعہ نولکشور)

صحابہ کرام کو کافر کہنے والے اور دیوبندی:

سوال: صحابہ کرام علیہم الرضوان کو مردود و ملعون کہنے والا اپنے اِس کبیرہ گناہ کے سبب سے اَہْلِ سنَّت و جماعت سے خارج ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب: وہ اپنے اِس کبیرہ کے سبب اَہْلِ سنَّت و جماعت سے خارج نہ ہو گا۔ (ملخصاً)[57] (رشید احمد گنگوہی کا فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۴۰، ج۲، وص ۱۴۱، ج۲)

---

54 (سنن الترمذي، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة بني إسرائيل، 289/5، الحديث3148، دار الكتب العلمية)

55 (مشكاة المصابيح، كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، باب الحوض والشفاعة، الفصل الثاني، 1558/3، الحديث5598-[35]، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

56 (مشكاة المصابيح، كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، باب الحوض والشفاعة، الفصل الثاني، 1558/3، الحديث5600-[35]، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

57 (رشید احمد گنگوہی کا فتاویٰ رشیدیہ، 2/130، مطبوعہ دہلی)

شیعوں کا محرّم میں تعزیہ نکالنا اور دیوبندیوں کا فتوائے جواز!

۱۔ ”میں ایک مَجْمَع کے ساتھ اُن کی تبلیغ کے لئے وہاں گیا تھا ادھار سِنگھ سے بھی اِس کا ذکر آیا تو اُس نے جواب میں کہا کہ ہم آرِیہ (مذہب سے) کس طرح ہو سکتے ہیں، ہمارے یہاں تو تعزِیہ بنتا ہے۔ میں نے کہا: تعزِیہ بنانا مت چھوڑنا۔“[58] (افاضاتِ یومیه، اشرف علی تهانوی، ج ۳، ص ۵، سطر ۹)

۲۔ اُس نے کہا کہ میرے یہاں تعزِیہ بنتا ہے پھر ہم ہندو کاہے کو (کس وجہ سے) ہونے لگے؟ میں نے اُس کو تعزِیہ بنانے کی اِجازت دے دی اور میری اِس اِجازت کا ماخَذ ایک دوسرا واقعہ تھا کہ اَجمیر میں مولانا محمد یعقوب صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اَہْلِ تعزِیہ کی نُصرت (مدد) کا فتویٰ دے دیا تھا۔[59] (افاضاتِ یومیه، تهانوی ج ۴ ص ۱۸۴ ج ۴)

صحابہ کرام پر شیمرا: ”ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت جو غالی شیعہ ہیں اور صحابہ کرام پر تبرّا کرتے (بُرا بھلا کہتے) ہیں، کیا یہ کافر ہیں؟ فرمایا کہ محض تبرّے پر تو کفر کا فتویٰ مختلف فیہ ہے۔“[60]

(افاضاتِ یومیه، تهانوی ج ۵، ص ۴۳۲، ج ۱ سطر ۱)

رافضی کا ذبیحہ حلال:

سوال: ذَبیحہ رافضی کے ہاتھ کا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: شیعہ کے ذَبیحہ کی حِلّت (یعنی حلال ہونے) میں علمائے اَہْلِ سنّت کا اختلاف ہے۔ راجح اور صحیح یہ ہے کہ حلال ہے۔[61] (امداد الفتاوی، تھانوی ص ۱۲۸ سطر ۱)

فائدہ: رِفض و دِیوبندیَّت کی جانی و روحانی یگانگت (اتحاد) اور ظاہری و اِعتقادی رشتہ داری کے وَسیع پروگرام سے صرف یہ مندرجہ بالا چند نمونے قارئین کرام کے لئے کافی ہو سکتے ہیں۔ جس سے صاف طور پر عَیاں (واضح) ہے کہ رِفض وتَشَیُّع کی اصل مُحَرِّک (بنیاد) صرف دیوبندی جماعت ہے مگر افسوس کہ تعزِیے نکالیں دیوبندی، رافضیوں کو بڑی خوشی سے رشتے دیں دیوبندی، بوقتِ ذبح روافِض سے پاک و حلال کرائیں دیوبندی، یہ سب پاپڑ بیلنے کے بعد شِیعیت کی حِمایَت کرنے کی ڈِگری لگا دیں سنّی عُلَماء پر، اُلٹا چور کوتوال (افسر) کو ڈانٹے۔ پھر سِتَم بالائے سِتَم یہ کہ اُن کے بڑوں کے فَتوے کچھ بولتے ہیں اور اُن کے اَصاغِر شیعہ کافر، شیعہ کافر کی رَٹ لگاتے بلکہ اُن کے قتل وغارَت کو جِہاد سے تعبیر کریں۔

عقائدِ دیوبندیہ کا یہ ایک نمونہ ہے۔ اگر تمام عقائد بیان کئے جائیں تو اُس کے لئے دفتر چاہیے۔ حق یہ ہے کہ رافضیوں اور خارجیوں نے تو صحابہ کرام یا اَہْلِ بیت عِظام ہی پر تبرّا کیا (یعنی بُرا بھلا کہا) مگر دیوبندیوں کے قلم سے نہ خدا کی ذات بچی، نہ رسول علیہ السلام اور نہ صحابہ کرام، نہ ازواجِ مُطہّرات، نہ اولیاء کرام سب ہی کی اِہانت کی گئی۔ اگر کوئی شخص کسی عام آدمی کو اُن کی عِبارات کا مِصداق بنایا جائے تو وہ اُس کو برداشت نہیں کر سکتا۔ ہم اُن کے غُلامانِ غلام (غلاموں کے غلام) ہیں۔ ہمیں تو برداشت نہیں۔ ہم اور تو کچھ نہیں کر سکتے، صرف قلم ہاتھ میں ہے۔ اِس لئے مسلمانوں کو مُطَّلِع کر دیتے ہیں کہ مسلمان اُن سے علیحدہ رہیں یا وہ لوگ اِن عقائد سے توبہ کریں۔

---

58 (ملفوظات حکیم الامت، ملفوظ 407: بعض معصیت وقایہ کفر ہوتی ہے، 3/253، ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان)

59 (ملفوظات حکیم الامت، ملفوظ 407: بعض معصیت وقایہ کفر ہوتی ہے، 3/253، ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان)

60 (ملفوظات حکیم الامت، ملفوظ 465: تحریف قرآن کا اعتقاد صریح کفر ہے، 7/298، ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان)

61 (امداد الفتاوی، کتاب الذبائح والاضحیہ وغیرہ، 3/608، مکتبہ دارالعلوم کراچی)

دیوبندیوں کی میلاد دشمنی: دیوبندی بیماروں کے حکیم الاُمّت اشرف علی تھانوی نے لکھا:

۱۔ میلاد شریف و قیام یہ ساری بے وقوفی ہے۔(الافاضات الیومیہ، ص ۱۴، ج ۲، ص ۳۳۴ ج ۶)

تبصرہ اویسی غفرلہ: لاکھوں کروڑوں اولیاء، محدّثین اور فقہاء میلاد کرتے رہے اور کر رہے ہیں۔ اُن پر فتویٰ کا کیا حال ہے؟ بالخصوص اُن کے اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب؟ یہ کیونکر جب کہ وہ میلاد و سلام و قیام کے عاشق تھے۔[62](فیصلہ ہفت مسئلہ)

۲۔ بلکہ یہ (میلاد شریف) شرع میں حرام ہے۔ اِس وجہ سے یہ قیام حرام ہوا۔[63](براہین قاطعہ، ص ۱۴۸)

یہ فتویٰ مولوی رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی کا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ گنگوہی کا یہ فتویٰ براہ راست حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ پر چلے گا تو اُس کی زد میں آکر دیوبند کا بھی ستیاناس ہو جائے گا کیونکہ حاجی صاحب دیوبند کے توبڑوں کے پیر و مرشد ہیں۔

۳۔ "یہ مجلس (میلاد) بدعت ضلالہ ہے۔"[64](فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۴۵ ج ۲)

پڑھیے: كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ[65]

نتیجہ یہ نکلا کہ حاجی امداد اللہ مُرْتَكِبُ الْبِدْعَةِ وَهُوَ فِي النَّارِ (معاذ اللہ)

۴۔ اَہلِ بدعت کی مثال ایسی ہے جیسے شیطان کی۔(مزید المجید، از اشرف علی تھانوی ص ۷۳)

انتباہ: دیوبندیوں کے نزدیک میلاد بدعت اور اِس بدعت کا اِرتکاب اُن کے پیر و مرشد نے کیا تو وہ اَہلِ بدعت ہوئے اور اَہلِ بدعت شیطان، نتیجہ یہ نکلا کہ بقول اُن کے حاجی صاحب شیطان ہوئے۔(معاذ اللّٰہ)

۵۔ مُدارات (حُسنِ سلوک) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں تک کی فرمائی ہے۔ وہ تو بدعتی نہ تھے۔ کافر کی مُدارات (حُسنِ سلوک) میں فتنہ ہے اِس طرح بدعتی کی مُدارات (رواداری) میں بھی فتنہ ہے۔(الافاضات الیومیہ، ص ۸۷، ج ۴)

(اقول) مسلمانو! غور کرو کہ دیوبندیوں نے کمال کر دیا، اپنے پیر و مرشد کو پہلے بدعتی کہا پھر شیطان پھر کافر پھر کافروں سے بھی بُرا۔ بتایئے اب دیوبندیوں کے پیر و مرشد کیا ہوئے؟ اور وہ اِس سزا کے مُستوجِب (مستحق) کیوں ہوئے؟ صرف اِس لئے کہ اُنہوں نے میلاد شریف میں کیوں شُمولیّت کی اور اُس میں سلام و قیام کیوں کیا بلکہ یہ لوگ اُس قوم (کفار) سے بھی بڑھ کر ہوئے۔[66](براہین قاطعہ، ص ۹)

تبصرہ اویسی غفرلہ: لیکن اب دیوبندی میلاد کے جلسے کرنے لگ گئے ہیں۔ اُن سے کوئی پوچھے کہ تمہارے اَکابِر (بڑے) کیا کہتے تھے اور تم کیا کر رہے ہو شُتر مرغ تو نہیں ہو؟

دیوبندیوں کے نرالے خواب:

---

[62] (فیصلہ ہفت مسئلہ از حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، ص 23، مسلم کتابوی لاہور، اشاعتِ اول، محرم الحرام 1420ھ، مئی 1999ء)

[63] (براہین قاطعہ بجواب انوارِ ساطعہ، ص 152، دارالاشاعت اردو بازار، ایم اے جناح روڈ کراچی)

[64] (فتاویٰ رشیدیہ کامل از رشید احمد گنگوہی، کتاب البدعات، مجلس میلاد کی ابتداء، ص 254، دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی)

[65] (سنن النسائی، کتاب الجمعة، کیف الخطبة، 188/3، الحدیث 1578، : مکتب المطبوعات الإسلامیة حلب الطبعة: الثانیة، 1406ھ/ 1986ء)

[66] (براہین قاطعہ، ص 152، دارالاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی، اشاعت اوّل، مارچ 1987ء)

۱۔”برخورداری(دین دار)خاتون سلما کا کارڈ بھی میرے نام آیا، جس میں برخورداری(دین دار خاتون)نے ایک خواب درج کر کے درخواست کی ہے کہ حضرتِ والا کی خدمت مبارکہ میں عرض کر کے مَنگا ؤں لہذا ذیل میں نقل کی جاتی ہے: وَهُوَ هٰذَا (اور وہ یہ ہے):ایک جنگل ہے، اُس میں میں ہوں، ایک تخت ہے، کچھ اُونچا سا، اُس پر زِینہ (سیڑھی)ہے۔ایک میں اور دو تین آدمی ہیں، ہم سب کھڑے ہیں، حضرت رسول اللہ ﷺ کے انتظار میں۔اتنے میں ایسا معلوم ہوا کہ جیسے بجلی چمکی تھوڑی دیر میں، حضرت ﷺ تشریف لائے اور زینے(سیڑھی) پر چڑھ کر میرے سے بغل گیر ہوئے اور مجھ کو زور سے بھینچ(دبوچ) دیا۔جس سے سارا تخت مل گیا اَلَخ۔“[67] (اصدق الرویا. ص ۲۳. ج۲)

۲۔حضور علیہ السلام بس اشرف علی جیسے ہی تھے۔[68]

۳۔آپ کا قد مبارک اور رنگت اور چہرہ شریف اور تن شریف حضرت مولانا اشرف علی جیسا تھا۔[69] (اصدق الرویا. ص ۵)

۴۔حضور ﷺ ہمارے مولانا تھانوی کی شکل میں ہیں۔[70] (اصدق الرویا. ص ۲۵)

۵۔شکل ایسی ہی ہے جیسے ہمارے مولانا تھانوی کی۔[71] (اصدق الرویا. ص ۲۷)

اُنہوں نے جواب دیا کہ آپ کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب ہیں۔پھر باجی سے سُن کر میں نے بھی یہی کہا۔پھر دریافت فرمایا کہ حاجی صاحب کے پیچھے کون ہیں؟حاجی نے فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اَلَخ۔[72] (اصدق الرؤیا. ص ۲۶ ج ۲) (مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی)

یادرہے کہ یہ باجی مولوی اشرف علی تھانوی کی بوڑھی بیوی تھی۔

قرآن پر پیشاب کرنا:”میں نے ایسا خواب دیکھا ہے کہ مجھے اَندیشہ(خوف)ہے کہ میرا ایمان نہ جاتا رہے۔حضرت نے فرمایا:اُن صاحب نے کہا کہ میں نے کہا:میں نے دیکھا ہے کہ قرآن مجید پر پیشاب کر رہا ہوں۔حضرت نے فرمایا:یہ تو بہت اچھا خواب ہے۔“[73] (مزید المجید اشرف علی تھانوی. ص ۶۶ اضافاتِ یومیہ میں ۱۳۳ ج ۱)

فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا نے ایک دیوبندی مولوی کو سینے سے لگایا:

ہم نے خواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا اُنہوں نے ہم کو اپنے سینے سے لگایا۔[74] (اضافاتِ یومیہ. اشرف علی تھانوی ص ۳۷ ج ۳)

تبصرہ اویسی غفرلہ: ایمان سے بولو کیا یہ سیّدہ خاتونِ جنت کی توہین نہیں؟ اگر نہیں تو مرزا قادیانی نے اِس قسم کی بات کی تو پھر دیوبندیوں نے اُسے کیوں گستاخ و بے ادب کہا؟

---

67 (اصدق الرویا،النور بابتہ ماہ جمادی الاولی 1355ھ،2/23،غیر مطبوعہ)

68 (اصدق الرویا،النور بابتہ ماہ جمادی الاولی 1355ھ،2/5،غیر مطبوعہ)

69 (اصدق الرویا،النور بابتہ ماہ جمادی الاولی 1355ھ،2/5،غیر مطبوعہ)

70 (اصدق الرویا،النور بابتہ ماہ جمادی الاولی 1355ھ،2/25،غیر مطبوعہ)

71 (اصدق الرویا،النور بابت ماہ رجب المرجب،1355ھ،2/37،غیر مطبوعہ)

72 (اصدق الرویا،النور بابتہ ماہ جمادی الاولی 1355ھ،2/26،غیر مطبوعہ)

73 (ملفوظات حکیم الامت،کتاب العقائد،معنی استمداد ازارواح مشائخ،15/182،ادارہ تالیفات اشرفیہ،ملتان)

74 (ملفوظات حکیم الامت(لعنتی شخص)،8/65،مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ،سن اشاعت 1423ھ)

٦.....”ولایتِ مآب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور جناب سیّدۃ النساء فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خواب میں دیکھا پس جناب علی المرتضی نے آپ کو اپنے ہاتھ مبارک سے غسل دیا اور آپ کے خوب اچھی طرح شُست وشو (صاف صفائی) کی، جس طرح والدین اپنے بیٹوں کو نہلاتے اور شُست و شو (صاف صفائی) کرتے ہیں۔ اور جناب فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نہایت عمدہ اور قیمتی لباس اپنے ہاتھ مبارک سے آپ کو پہنایا۔“[75] (صراط مستقیم، مصنفہ اسماعیل دہلوی ص ۳۰۷)

۷۔۔”میں نے گھر میں ایک عجیب خواب دیکھا کہ مدینہ منورہ کی مسجد قبا میں حاضر ہیں۔ جناب (اشرف علی تھانوی) کی چھوٹی بیوی صاحبہ بھی ہیں یہ اُنہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئیں، اُنہوں نے دریافت فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی تصویر دیکھوں گی۔ اُنہوں نے بڑے اِشتیاق (شوق) کے ساتھ کہا ضرور۔ اِتنے میں کسی نے کہا یہ عائشہ صدیقہ ہیں۔ اب بڑے غور اور حیرت سے اُن کی طرف دیکھ رہی ہیں کہ صورت اور شکل وضع ولباس چھوٹی بیوی صاحبہ کا ہے یہ حضرت عائشہ کیسے ہوگئیں؟“[76] (اصدق الرویا)

”ایک مولوی صاحب نے عرض کیا حضرت عقدِ ثانی کا داعی (یعنی دوسری شادی کا خواہش) کیا پیش آیا تھا؟ فرمایا: سادگی، دینداری اور بے نفسی داعی ہوئی۔ جی چاہتا تھا کہ ایسی اچھی طبیعت کا آدمی گھر میں رہے۔ جب مرحوم کی وفات ہوگئی اُن کے گھر میں رہنے کی بجُز عقد (سوائے نکاح) کے اور کوئی صورت نہ تھی۔ نیز اُس کے مُتَعَلِّق میں نے ایک یہ بھی خواب دیکھا تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میرے مکان میں تشریف لانے والی ہیں۔ اِس سے میں یہ تعبیر سمجھا کہ جو نسبت عمرِ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بوقتِ نکاح حضور کے ساتھ تھی وہ ہی نسبت اِن کو ہے۔“[77] (افاضاتِ یومیه، ص ٦٨ ج١)

ماں کے ساتھ نکاح۔ توبہ۔ توبہ۔ اور تعبیر واہ واہ سبحان اللہ۔

”اگر صحابہ کرام میں سے کسی کو خواب میں دیکھے مثلاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اِن حضرات کی صورت میں شیطان آسکتا ہے۔“[78]

(الافاضات الیومیة، ص ١٨٢ ج ٨)

فائدہ: اپنی شکل کو خواب میں؛ بے نظیر محبوب؛ خدا کے مطلوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ملا کر بتایا اور اُس کے پیارے یاروں اور قیامت کے ساتھیوں کو شیطان سے۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

---

[75])(مخزن احمدی، فارسی، 1/24، ناشر: مطبع مفید عام، آگرہ، مقام اشاعت: آگرہ انڈیا، سن اشاعت 1882ء)

[76])(حکیم الامت از عبد الماجد دریابادی، ۱۹۴۱ء، ص540، ایم شمس الدین تاجران کتب، مسلم مسجد، لاہور، بار اول ۱۹٦۷ء)

[77])یعنی میں اس بات کو یوں سمجھتا ہوں کہ جس عمر میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکاح کیا تھا، اسی طرح کی عمران (تھانوی اور اس کی چھوٹی زوجہ) کی بھی ہے۔ (طضیائی)

(ملفوظات حکیم الامت، ملفوظ112: حضرت کے عقدِ ثانی کا واقعہ، 1/99، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان)

[78])(ملفوظات حکیم الامت، ملفوظ256: شیطان خواب میں انبیاء علیہم السلام کی شکل میں نہیں آسکتا، 8/229، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان)

ایسے بُرے مذہب پر لعنت کیجئے۔

''حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نے خواب میں دیکھا کہ جنّت ہے اور اُس میں ایک چھپر کے مکان بنے ہوئے ہیں فرماتے تھے کہ میں نے دل میں کہا: اے اللہ یہ کیسی جنّت ہے جس میں چھپر ہیں؟ جس وقت صبح کو مدرسہ آیا تو مدرسہ کے چھپر پر نظر پڑی تو ویسے ہی چھپر تھے۔'' [79] (افاضاتِ یومیہ، ص ۲۶ ج ۱)

گویا دیوبند بَہشت (جنّت) ہی ہے تو پھر سارے ملک کے دیوبندی وہاں جا کر ٹھہریں اُن کو فائدہ یہی ہے کہ وہ اپنی بَہشت (جنّت) میں چلے گئے اور ہمارا فائدہ یہ کہ اُن کی شرارتوں سے ہمیں نَجات مل جائے گی۔

انتباہ: یہ لوگ مَن گھڑت خواب تیار کرنے کے بڑے ماہر ہیں۔ وہ صرف اِسی لئے کہ لوگ (عوام) اُن کے معتقِد ہوں۔ ورنہ ایسے بے تکے خواب صرف اُنہی کو کیوں آتے ہیں؟ پھر یہ اُن کے عقیدہ کے بھی خِلاف ہے۔ فقیر نے اُن کے دیگر بے شمار خواب اور اُس کی تعبیریں اور وضاحتیں تصنیف "بلی کے خواب چھیچھڑے" میں لکھے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلّا الْبَلَاغُ وَصَلّى اللهُ عَلَى حَبِيْبِهِ الْكَرِيمِ الْآمِيْنِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَعُلَمَاءِ مِلّةِ وَأَصْحَابِهِ وَأَوْلِيَاءِ امّتهِ أَجْمَعِينَ

محمد فیض احمد اُویسی غفرلہ

۲۹ جمادی الاولی ۱۴۰۴ھ، بہاول پور

نوٹ: اب اگلے صفحات سے تاریخ کا باب شروع ہوتا ہے۔ (ن اُویسی)

تاریخ

[79] (ملفوظات حکیم الامت، ملفوظ 109: دارالعلوم دیوبند کے قرنِ اول کا حال، 1/ 96، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

تَمهید: امابعد! یہ بات مسلم ہے جس کا وہابیوں اور دیوبندیوں اور اُن کی ہمنوا(ہم خیال) جماعتوں کو اعتراف ہے کہ پاک وہند میں صرف اور صرف اَہْلِ سنَّت تھے جنہیں اِس دور کے عرف میں بریلوی کہا جاتا ہے۔ وہابی تب اِس ملک پاک وہند میں نمودار(ظاہر) ہوئے جب تحریکِ وہابیت کا جھنڈا مولوی اسماعیل دہلوی نے لہرایا۔ چند سالوں بعد فرقہ دیوبندی نے سر اٹھایا۔

مقدّمہ

یاد رہے کسی تحریک کے عُروج وزَوال کا تجزیہ اُس وقت تک جامِع اَکمل اور صحیح نہیں ہو سکتا جب تک اُس تحریک کے دور میں وقتاً فوقتاً اُبھرنے والی دوسری مُتوازِن(ہم پلّہ) تحریکوں کا اُن کے ظاہری اور باطنی مقاصد کے ساتھ ساتھ اُن تحریکوں کے ردِّ عمل سے پیدا ہونے والے تاریخی واقعات کا جائزہ نہ لیا جائے۔

انگریز آگیا: برِّ صغیر پر انگریز کا تسلّط اور پھر انگریز کی غلامی سے چھُٹکارا حاصل کرنے کی مسلمانانِ ہند کی تحریک جس کو ہم "تحریکِ آزادی" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اِس کو سبوتاژ(Sabotage)(یعنی تار تار) کرنے اور پھر پاکستان بن جانے کے بعد بھی تحریکِ آزادی کے عظیم مقصد "اسلامی ریاست کے قیام" کو روکنے کی جو تحریکیں مُنافقانہ انداز میں اکثر وبیشتر اُبھرتی رہیں اور جو پاکستان میں فی زمانہ بھی سرگرمِ عمل ہیں اُن کا پسِ منظر عوام کے سامنے اُن کے ردِّ عمل سے ہونے والے تاریخی واقعات کی روشنی میں جراتِ مَندانہ انداز میں کھول کر جب بیان نہ کیا جائے تو حقیقتاً "تحریک آزادی" کی کامیابی یاناکامی کے صحیح خَدوخال(حقیقت) آئندہ نَسل کو سمجھانا ناممکن ہے۔ ساتھ ہی ہماری "تحریک آزادی" جس کی عمر اب تقریباً دوسو سال سے زائد ہو چکی ہے اُس کی کشتی مرادیعنی اسلامی ریاست کا قیام اِسی ہی طرح غیر یقینی صورت میں ہچکولے کھاتی ہوئی ساحل مراد سے بہت دُور بھٹکی رہے گی۔

اسلام کا اِستحکام یقینی ھے: کفر تنہا کتناہی مُنَظَّم اور طاقتور ہو۔ اسلام کو نُقصان نہیں پہنچا سکتا۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے تاریخی نتائج نے کفر کو بھی یہ حقیقت تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا ہے لیکن ایسا موثّر حَربہ(ہتھکنڈہ) بھی تاریخی نتائج ہی سے ہاتھ لگ گیا ہے۔ جو تقریباً سو فیصد مسلمانوں پر اُس کی برتری کا موثّر ترین ہتھیار ثابت ہوا ہے اور وہ ہے مسلمانوں ہی کے ایک طبقہ کی ہَوسِ اقتدار جو بالآخر مُنافقت کے رُوپ میں اُبھر کر سامنے آتی ہے۔ خِلافتِ راشدہ کا وہ سنہری دور جو کفر کو مٹانے اور اسلام کی بالا دستی(حکمرانی) قائم کرنے میں تاریخ کا عظیم ترین دور ہے۔ اُس دور میں بھی مُنافقت اگر دورِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بُلوائیوں کی شکل میں اُبھر کر سامنے آئی تو دورِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں اُس نے خارجیوں کی تحریک کا رُوپ اختیار کر لیا۔ تو ظاہر ہے بعد کا اسلامی دور جو مسلمانوں کے ایک بڑے طبقے کے دلوں کی تحریکات میں ہوسِ انسانی کے غلبہ کا دور ہے منافقانہ تحریکوں سے کبھی خالی نہیں رہا ضرورت تو اِس بات کی ہے کہ ایسی چند خاص تحریکوں پر[80] کچھ روشنی ڈالتا چلوں۔

تومرت تحریک: محمد ابن تومرت کی تحریکِ موحّدین جو بالآخر چین سے مسلمانوں کے اِنخلاء(علیحدگی) کا سبب بنی۔

---

[80] جو خِلافتِ راشدہ کے بعد اُبھر کر سامنے آئیں اور جنہوں نے اسلام کو زبردست نقصان پہنچا کر کفر کو بالادستی کا موقعہ فراہم کیا۔

سباح تحریک فدائین: اِس نے ہر اُس مُسلم شخصیّت کو ختم کر دیا جو فعّال (مؤثر) اور باصلاحیّت تھی جیسے نظام الدین طوسی۔ نتیجہ میں مسلمانوں کے باہمی اتحاد کا رابطہ مُنقطع ہو گیا (ٹوٹ گیا) اور پورا عالَمِ اسلام چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں مُنقسِم (تقسیم) ہو کر رہ گیا۔ پھر محمد بن عبد الوہاب نجدی کی وہابی تحریک جس نے خِلافتِ تُرکیہ کی عظیم الشان اور وسیع سَلطنت کا شیرازہ بکھیر کر مشرقِ وُسطیٰ کا موجودہ نقشہ تیار کیا۔ طرابلُس (Tripoli) کی "سنوسیہ تحریک" یا سمالیہ (Somalia) کی مہدی سوڈانی تحریک وغیرہ، وغیرہ۔ لیکن چونکہ مضمونِ ہٰذا (اس مضمون) کا تعلّق برّصغیر میں مسلمانوں کی "تحریکِ آزادی" سے ہے۔ اِس لئے فی الحال ہندوستان میں سیّد احمد کی وہابی تحریک پر اکتفا کرتا ہوں۔

پاک وھند میں وھابی تحریک: ہندوستان میں "وہابی تحریک" کا پٹہ (بیان) یونیورسٹی میں تاریخ کے پروفیسر ڈاکٹر قیام الدین احمد کے اُس انگریزی مقالہ کا ہے جس پر اُن کو پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری ملی ہے۔ ڈاکٹر قیام الدین "وہابی تحریک" کے ایک اہم قائد احمد اللہ کے بیٹے حکیم عبد الحمید کے نواسے ہیں۔ اُس انگریزی تالیف کا اردو ترجمہ پروفیسر محمد مسلم عظیم آبادی نے کیا ہے۔ مُترَجِم (Translator) بھی سیّد احمد کے خلیفہ ثانی عنایت علی کے پوتے ہیں۔ اُس اردو ترجمہ کو دسمبر ۱۹۷۲ء میں نفیس اکیڈمی کراچی نے بڑے اہتمام اور حُسنِ عقیدت سے شائع (Published) کیا ہے۔ چودھری محمد اقبال سلیم کا بندری مالک نفیس اکیڈمی کتابِ مذکور کے پیشِ لفظ (Preface) میں تحریر فرماتے ہیں:

"وہابی تحریک حقیقتاً اُس تحریک کا نام ہے جو شیخ محمد بن عبد الوہاب النجدی متوفی ۱۲۰۶ھ بمطابق ۱۷۹۶ء نے نجد میں چلائی تھی۔ یہ ایک اِصلاحی تحریک تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں میں جو غیر ضروری اَوہام (خیالی باتیں) اور غیر شرعی اَعمال و رُسوم پیدا ہو گئے ہیں اُنہیں ختم کر کے دین کو اپنی قدیم (پُرانی) سادگی پر واپس لایا جائے اور دین پر مر مٹنے کی جو تمنّا صحابہ کرام علیہم الرضوان میں موجود تھی اُسے پھر سے زندہ کر دیا جائے۔ ظاہر ہے اِس مقصد کے حُصول میں وہابیوں کو مختلف طاقتوں سے ٹکرانا پڑا اور وہ ٹکرائے۔"[81]

"ہندوستان کی وہابی تحریک کا اِس سے حقیقتاً کوئی تعلّق نہ تھا۔ مگر چونکہ یہ لوگ بھی دینی جذبات سے لَبریز تھے۔ اُن میں روحِ جہاد کارفرما (شوقِ شہادت موجود) تھی اور یہ بھی دین کو عہدِ اوّل کی سادگی پر لانا چاہتے ہیں اِس لئے یہ لوگ بھی وہابی مشہور ہو گئے یا دوسروں نے اُن کی تحریک کو "وہابی تحریک" کے نام سے موسوم کر دیا۔"[82]

(ص ۱۲، ۱۳)

اِسی طرح مُتَرجِم محمد مسلم عظیم آبادی "پہلی نظر" کے زیرِ عُنوان اِس تحریک کی ابتداء سے مُتعلّق لکھتے ہیں:

"شروع میں شاہ عبد العزیز کی تعلیمات کی روشنی میں اُن کے شاگردوں اور مُریدوں شاہ اسماعیل، شاہ عبد الحیٔ، سیّد احمد وغیرہ نے اِس مسئلہ پر غور و فکر کیا کہ کفّار اور بالفعل سِکھوں[83] کے مسلمانوں

---

[81])(ہندوستان میں وہابی تحریک از ڈاکٹر قیام الدین احمد، مترجم پروفیسر محمد مسلم عظیم آبادی،، ص 13، نفیس اکیڈمی، اردو بازار، کراچی، طبع سوم، 1980ء)

[82])(ہندوستان میں وہابی تحریک از ڈاکٹر قیام الدین احمد، مترجم پروفیسر محمد مسلم عظیم آبادی،، ص 13، نفیس اکیڈمی، اردو بازار، کراچی، طبع سوم، 1980ء)

[83])یہ وہ دور ہے جب انگریز کے ظلم و زیادتی کا بازار گرم تھا۔ دہلی سے کلکتہ تک کا علاقہ ہمیشہ، حد یہ کہ پاکستان بننے تک مسلمانوں کی بالا دستی کا علاقہ رہا ہے اور اُس دور سے نزدیک تر صدیاں یہاں مسلمان حکمران رہے ہیں۔ اِن حالات میں سِکھوں کے لرزہ خیز مَظالِم کا ذکر حیرت انگیز ہے۔

پر آئے دن کے لَرزہ خیز (خوفناک)مَظالم و خونخواریوں کا مقابلہ اِس بے سَر و سامانی(بے یار و مددگاری) میں کس طرح کیا جائے؟ مسئلہ چونکہ سمجھا بُوجھا ہوا تھا، آسانی سے طے پا گیا کہ یہ مقابلہ اور مُدافعہ(دِفاع) اُسی طرح کیا جائے جس طرح قُرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں نے ہم سے زیادہ بے سروسامانی کے باوُجود کفّار سے کیا اور کامیاب ہوئے۔ مسلمانوں کو غیر اِسلامی زندگی سے روک کر اِسلامی زندگی اختیار کرنے پر تیار کیا جائے۔ اِن کو غیر اِسلامی رُسوم سے جو اِسلامی بنائی گئی ہیں، آگاہ ومُحْتَرِز کیا جائے(بچایا جائے)۔ جیسے شادی غَمی(شادی کی تقریب) کے مختلف خود ساختہ(خود سے گڑھے ہوئے) تقریبات پر جَبری اَخراجات، اِسراف وتَبذِیر(فضول خرچ)۔ یہاں تک کہ بھاری بھاری قرضوں سے اُن کا اَنجام(پورا کرنا)۔ اُن کو ترک کر کے کِفایَت شعاری(احتیاط)؛ سادہ زندگی سے بچائی ہوئی دولت اور ہمّتِ(جذبہ) تبلیغِ دین اور جہاد پر صَرف(خرچ) کی جاسکتی ہے۔

جہاد کا بھولا ہوا سبق، پھر یاد کرایا جائے۔ ہر مسلمان عمر بھر اپنے آپ کو سِپاہی سمجھے؛ مرنے ؛مارنے کو تیار رہے۔ سپاہیانہ زندگی کے لئے نکاح بیوگان(بیوہ سے نکاح کی آسانی) اور تَعدُّدِ اِزدِواج(ایک سے زائد نکاح) بھی جاری کیا جائے[84]۔اِسی طرح پیروں کی لُوٹ گھسوٹ(ڈاکا زنی) اور اُس کے نتائج پر غور کیا گیا اور طے پایا کہ قبروں کی آرائِش(زینت)،روضوں کی تعمیر،بزرگوں کے مزاروں،جاترا[85](زیارت)، عُرس،نذرونیاز پر ضائع ہونے والی رقمیں بچائی جائیں۔ علاوہ ازیں اپنی اور مردوں کی سُکونَت(مقبروں)، مساجد، مدارِس کے لئے عالیشان عمارات کی تعمیر سے اِجتناب کا فیصلہ کیا گیا۔ ایسے اَفعال کا نتیجہ مسلمانوں نے پاکستان کو ہجرت کرتے وقت دیکھ لیا، نیز مسلمانوں کے ذہن نشین کیا جائے کہ اُن کا کوئی ایک وطن نہیں مسلم ہیں، ہم وطن ہے، سارا جہاں ہمارا اور مدفن کے لئے بھی مردہ عزیزوں اور بزرگوں کے قُرب کی تلاش بھی خام خیالی ہے۔"[86]

(اس غلط خیالی کا رد تحقیر اویسی غفرلہ کا رسالہ "اولیاء کے قُرب میں دفن کے فائدے" میں پڑھیے)۔

کتابِ مذکور کے مُؤلِّف ڈاکٹر قیام نے "وہابیّت کی کچھ نمایاں خُصوصیتیں" کے زیرِ عُنوان پہلے "سیّد احمد کا طریقۂ محمدی" یعنی سیّد احمد کے بیعت لینے کے طریقے کی وضاحت کی ہے اور پھر ایک غیر جانبدار انگریز مُصنّف ڈبلیو۔ڈبلیو۔ ہنٹر(William Wilson Hunter) کے اِس خیال کی تَردِید(رد) میں کسی قدر صفائی پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس میں ہنٹر نے اپنی تصنیف میں نہایت وضاحت سے لکھا ہے کہ وہابی تحریک ایک نیا مذہب ہے جس کا پیغمبر سیّد احمد ہے اور جس کا نیا قرآن "صراطِ مستقیم" ہے۔[87] اِس صَفائی کے بعد مُؤلِّف "وہابی تحریک" کی تعلیمات کے مُتعلّق لکھتے ہیں:

---

84)سید احمد نے اپنے بھائی کی بیوہ سے بھی بعد میں نکاح کر لیا تھا۔

85)بزرگوں کے مزارات پر حاضری کو جاترا لکھا گیا ہے۔

86)(ہندوستان میں وہابی تحریک از ڈاکٹر قیام الدین احمد، مترجم پروفیسر محمد مسلم عظیم آبادی، وہابی تحریک اصلاً مذہبی تھی یا سیاسی؟، ص19، نفیس اکیڈمی، اردو بازار، کراچی، طبع سوم،1980ء)

87)صراطِ مستقیم سید احمد کے افکار و اقوال پر مبنی ہے جس کو عبد الحئی اور اسمٰعیل دہلوی نے مرتّب کیا ہے۔

۱)۔۔۔**توحید**: خدا موجود بالذّات اور تمام کائنات کا خالق ہے۔ وہ اپنی صفات میں لاشریک ہے۔ رُوحانی بلندی اور نجاتِ قرآن اور شریعت کے اَحکام کی پوری پوری بجا آوری میں مُضْمَر (پوشیدہ) ہے، نہ کہ خدا کے وُجود میں مخلوط ہو جانے (ملنے) کے مُتَصَوِّفانہ جذبات (عارِفانہ کیفیات) کے اُبھارنے میں۔

۲)۔۔۔**اِجتھاد**: مسلم کو جو حقِّ تاویل دیا گیا ہے، وہابی اُس کے قائل ہیں اور اِس حق پر عمل کرنے کی مَصْلِحَت پر اِصرار کرتے ہیں۔ اُن کا خیال ہے چاروں بزرگوں، اماموں[88] کے پیرو عملاً اِس حق سے دَستبردار (دُور) ہو گئے ہیں محمد بن عبد الوہاب نے اِس موضوع پر کئی رسالے لکھے ہیں۔ جن میں اَندھی تقلید کے حامیوں پر نکتہ چینی کی (اِعتراض کیا) ہے۔

شَفاعَت: وہابی کسی کے لئے درمیانی واسطہ کی خواہ وہ کتنا ہی بلند پایہ، پرہیز گار ہو اور مُقرّبِ اِلٰہی سمجھا جاتا ہو[89]۔ شَفاعَت کے عَقیدے کے قائل نہیں۔ انسان خود خدا سے اپنی شاہ رگ (شہ رگ) سے زیادہ قریب ہے اور ہر شخص مُختار ہے کہ وہ کسی واسطے کے بغیر اللہ کی عبادت کرے وہ عمل پر زور دیتے ہیں اُصولِ اسلام پر زبانی اعتقاد کافی نہیں۔

بِدعَت: وہابی دورِ حاضر کے اُن تمام مذہبی اور سماجی اَعمال و رُسوم کی خدمت کرتے ہیں۔ جن کی شریعت میں کوئی نَظیر (مثال) یا جواز موجود نہیں۔ اُن میں سب سے زیادہ قبر پرستی، پِیروں کی تعظیم میں مُبالَغہ و اِفراط (حد سے بڑھنا)، شادیوں میں مہر کی اِنتہائی گِراں رُقُوم (رقمیں)، تَقریبات۔ جیسے ختنہ اور میلادِ نبوی ﷺ[90] میں زیادہ دُھوم دَھام اور بیوہ کے نکاحِ ثانی کا اِمتناع (ممانعت) وغیرہ وغیرہ۔[91] (ص ۵۱ اور ۵۲)

مؤلِّف، مُتَرْجِم اور ناشر نہ صرف یہ کہ تینوں "وہابی تحریک" سے وابستہ ہیں بلکہ تاریخ کے مشہور و معروف اِسکالر (Scholar) ہیں۔ یوں ہمارے خیال میں ہندوستان میں "وہابی تحریک" کے اردو ترجمہ کی اِشاعت اِس تحریک کے موضوع پر ایک ایسی سَنَد ہے، جس کو حرفِ آخر کہا جا سکتا ہے۔ اِس میں اپنے اکابر (بڑوں) کے جُھوٹے، سچّے کارنامے جو پورے زور و شور سے پیش کئے گئے ہیں اور دوسروں کے قابلِ رَشک کردار کو مُشتبہ (مشکوک) اور داغدار بنانے کی جو سَعی (کوشش) کی گئی ہے، میں اُس سے قطعِ نظر کرتے ہوئے اِس کتاب میں قلمبند تحریک کی رُوئیداد (داستان) اور تاریخی واقعات کو صحیح سمجھتے ہوئے مختصر اَنتائج کا تَجزِیہ (مطالعہ) کرنا چاہتا ہوں تاکہ اندازہ ہو سکے کہ اِس تحریک نے اسلام کو کیا نُقصان پہنچایا اور انگریز کو کتنے مختصر عرصہ میں ہندوستان پر آسانی سے قبضہ حاصل ہو گیا؟۔ حقیقت یہ ہے کہ تاریخی نتائج جو برآمد ہوئے ہیں اُن کو کوئی بھی مؤرّخ (تاریخ دان) محض زورِ قلم سے بدل نہیں سکتا۔ البتہ اُن نتائج پر اپنی تاویلات کا سہارا لے سکتا ہے۔ اِس کتاب میں بھی صحیح نتائج جو برآمد ہوئے وہی پیش کئے گئے ہیں اور تاریخی رُوئیداد (داستان) بھی کم و بیش صحیح قلمبندی کی گئی ہے۔ البتہ مؤلِّف، مُتَرْجِم اور ناشر چونکہ اِس مکتبۂ فکر سے مُتَعَلِّق ہیں، اِس لئے اپنی تاویلات میں وہابیوں کی صفائی اور دوسروں کی غلطیاں پیش کر کے اپنے مُقدّمین کے تقدُّس کو برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مثلاً ڈاکٹر قیام الدین اپنی اِس زیرِ تَبصرہ کتاب کے صفحات ۳۶۱ تا ۳۶۳ اَسبابِ ناکامی، قبائلیوں کی غداری کے زیرِ عُنوان لکھتے ہیں کہ "وہابی تحریک" کی ناکامی کا خاص سبب قبائلیوں کی غداری اور آئے دن کی مُخاصَمَت (لڑائی) تھا۔ قبائلیوں نے اُن کے ساتھ بار بار بدعہدی و غداری کی جو جان و مال کی بَربادی کا مُوجِب (سبب) ہوئی۔ وہ لکھتے ہیں کہ قبائلی صرف اپنے سردار کے وفادار ہوتے ہیں اور عموماً دین و

---

[88] امام مالک، شافعی، امام حنبل اور امام ابوحنیفہ۔

[89] سرورِ کونین، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے۔

[90] ختنہ اور میلادِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک صف میں بیان کرنا قابلِ توجہ ہے۔

[91] (ہندوستان میں وہابی تحریک از ڈاکٹر قیام الدین احمد، مترجم پروفیسر محمد مسلم عظیم آبادی، وہابی تحریک کی تعلیمات، ص 51 تا 52، نفیس اکیڈمی، اردو بازار، کراچی، طبع سوم، 1980ء)

مَذہب یا کسی عظیم تر تحصیل سے زیادہ نَسلی رشتوں سے متاثّر ہوتے ہیں۔ قبائیوں میں کبھی وہ بے غرضانہ(بے مقصد) جلی(شدت سے) گرمجوشی نہیں دیکھی گئی ،جس سے وہابی سرشار تھے۔ وہ ہمیشہ دل سے مَوقع پرست(مفاد پرست) اور زر پرست(دولت پرست) رہے وغیرہ وغیرہ۔ اِس کتاب کے ص ۲۶۱ پر اَہْلِ پنجاب کی تحریک میں عدمِ شُمولیت(شمولیت اختیار نہ کرنے) کے سلسلے میں لکھا ہے کہ طرح طرح کے اَغراض و مَقاصِد نے جو اکثر ایک دوسرے کے مُتَضاد تھے۔ آبادی کے سرکردہ(اعلیٰ) طَبقوں: سکھ، ہندو، مسلمان کو اِس نازُک وقت میں خاموش رکھا۔

یہ اور اِس طرح کی مُتَعَدِّد جگہ ہَرزہ سَرائی(بے معنی گفتگو) اَوروں کے لئے کی گئی ہے اور وہابیوں کے تقدُّس کے گُن گائے گئے ہیں لیکن تاریخی واقعات اپنی جگہ پر تسلیم کئے گئے ہیں۔ چنانچہ اِس کتاب ہی سے سیّد احمد کے حالاتِ زندگی اَخذ کرکے پیش کر رہا ہوں۔

سیّد اَحمد کا تعارف: سیّد اَحمد ولد سیّد محمد عرفان ۱۷۸۶ء میں بریلی میں پیدا ہوئے۔ تعلیم جو کچھ گھر پر ہوئی ہو وہی تعلیم کہی جاسکتی ہے، اِس لئے کہ کسی مدرسہ سے باقاعدہ حُصولِ تعلیم کی ضرورت نہیں۔ تقریباً بیس(۲۰) سال کی عمر میں ۱۸۰۶ء میں دہلی آکر شاہ عبد العزیز کے مرید ہوئے اور دو سال تک وہاں خدمتگاروں میں مُقیم رہے پھر بریلی لوٹ گئے، وہاں جاکر شادی کی، دو، تین سال بعد تلاشِ مَعاش کے لئے پھر دہلی آئے۔ پڑھے لکھے تو تھے نہیں جو کسی مدرسہ میں مُدَرِّسی(تدریس) ہی مل جاتی، اِس لئے ۱۸۰۹ء میں نواب امیر خاں جو بعد میں نواب ٹونک ہوئے کی فوج میں مُلازِم ہوگئے، یہاں ترقّی کی اور فوجیوں کے امام بن گئے یعنی فوجیوں کی نمازوں کی اِمامَت کرنے لگے۔ قارئین کو معلوم ہونا چاہیے کہ اُس وقت تک امیر خان نہایت جراتمند، نڈر، مُحبِّ وطن مجاہد کی طرح اپنے ساتھ ایک بہت بڑی مجاہدین کی ٹولی لئے ہوئے انگریز سے بر سرِ پیکار(جنگ میں مصروف) تھا۔ انگریز اُس سے تنگ آچکے تھے یہی وجہ ہے کہ انگریز اور انگریز کے زَر خرید مُؤرِّخین نے امیر خان کو لُٹیرا لکھا ہے: سیّد احمد کے فوجیوں کے امام بَن جانے کے بعد امیر خان کی جَماعَت میں ایک ایسا تَغیُّر پیدا ہوا کہ بالآخر امیر خان کو انگریز سے صُلح کرلینی پڑی۔ وہ تلواریں جو انگریز کے خِلاف پورے وسطی ہند اور راجپوتانہ کے بیشتر حصّے میں چمک رہی تھیں، یکایک نیاموں میں چلی گئیں۔ امیر خان کو ایک رِیاسَت کا نواب بنا دیا گیا اور ساتھ ہی پورا وسطی ہند اور تقریباً نِصف راجپوتانہ کا انگریز کے تسلّط میں آگیا۔

سیّد احمد بریلوی کے امیر خان کی فوج میں شامل ہونے کے بعد جس سے نہ صرف یہ کہ امیر خان اور اُس کے ساتھی انگریز کے مَطْبَع(Printing Press) ہوگئے بلکہ انگریز کے مَفاد کے لئے کام کرنے لگے۔

امیر خان کو تو رِیاسَت مِل گئی یعنی وہ انگریز کی نظر میں اب لُٹیرے سے ہِز ہائینیس نواب(His-highness prince) بَن گئے لیکن سیّد احمد ٹونک چھوڑ گئے مِشن پورا ہو گیا تھا۔ ساتھ ہی انگریز کو پتہ چل گیا کہ یہ شخص واقعی اُن کے کام کا ہے، اِس لئے ہی شاید ٹونک چھوڑا لیکن کسی تَغیُّر کے ساتھ ایک بہت بڑے پیر بَن کر دہلی پہنچے۔ اِس دہلی میں جہاں شاہ عبد العزیز کے مُرید اور خدمتگار بَن کر آئے تھے اور اب اِسی دہلی میں وہ شان و شوکت کے ساتھ وارِد ہوا ہے کہ شاہ عبد العزیز کے خاندان کے افراد بھی سیّد احمد کی خدمت میں حاضر ہو کر اُن کا طوقِ غلامی گلے میں ڈالنا باعثِ فخر سمجھتے ہیں۔ گویا شاہ عبد العزیز کے داماد اور دوسرے بھتیجے یعنی شاہ عبد الحیٔ اور شاہ اِسمٰعیل کی آنکھیں بھی سیّد احمد کا اِس شان سے دُورود دیکھ کر چُندھیا گئیں اور یہ دونوں بھی سیّد احمد کے مُرید ہو گئے حالانکہ دونوں مُسْتَنَد عالِم تھے اور سیّد احمد اُن کے علم و فضل کے سامنے طِفلِ مَکْتَب تھے بلکہ جاہِل اور کم عقل تھا۔

سیّد احمد کی کامیابی: بہر حال دہلی میں وَسائل کی فَراوانی اور کسی پس پردہ سرپرستی نے اب باقاعدہ تنظیم کی وہ راہ اختیار کرلی کہ بِہار اور بنگال کے بیشتر شہروں ہی میں نہیں بلکہ چھوٹے چھوٹے قَصبوں اور دیہاتوں تک میں سیّد احمد بڑے اہتمام اور شاہ خرچیوں کے ساتھ ساتھ ہمراہیوں کی ایک بڑی ٹولی

لئے ہوئے گھومتے اور دنوں قیام کرتے رہے۔ ہر جگہ تنظیمیں قائم ہوتیں۔ ہر جگہ نائبین اور خُلَفاء مُقرَّر کئے گئے۔ جہاد کے نام پر رضاکار بھرتی ہوتے رہے۔ اُس کی تصدیق کے لئے ضروری ہے کہ میں وہی عبارت بِعَینِہٖ نقل کر دوں جو زیرِ تبصرہ کتاب کے ص ٦٢ پر موجود ہے۔

"دہلی میں مُخْتَصَر قیام کے بعد سیّد احمد نے اپنے مرشِد شاہ عبد العزیز سے اجازت طلب کی کہ باہر کے لوگوں کی درخواست کی تکمیل میں جو بیعت کے خواہاں تھے مگر دہلی نہ آ سکتے تھے۔ سفر کو نکلیں اُن کی سیاحت زیادہ تر گنگا اور جَمنا کے دو آبہ کے علاقہ اور سہرانپور، شاہجانپور، پیاکانپور، پیلی بھیت، رامپور لکھنیشور اور بہت سے دوسرے مقامات پر مشتمل تھی۔ یہ سفر جو دراصل ایک تبلیغی دورہ تھا۔ اُس کی خُصوصیّت یہ تھی کہ اُن کے ہاتھ ایک اَنبوہِ کثیر (کثیر ہجوم) نے بیعت کی اور اُن کے مُتَّبعین (پیروکار) میں ایک عظیم الشّان اِضافہ ہوا۔"[92]

ص ٦٣ پر آگے چل کر لکھتے ہیں: "سیّد احمد کے تبلیغی سفر بظاہر دوسرے پیروں کے مُرَوَّجہ سفروں کی مانند تھے جن میں بیعتیں لی جاتیں اور مذہبی اَفکار ہوتے مگر اُن کے سفروں کی نوعیّت اور نہ تھی۔ اِن سے اُن کو عوام النّاس سے میل جول کا موقع ملتا تھا اور اُن برائیوں کو بھی اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا موقع ملتا تھا جن میں مسلم مُعاشرہ مبتلا تھا۔ یہ چند سال خاموش مگر ٹھوس مُنظّم تبلیغی کام کے تھے۔ مُتَّبعین (پیروکار) کے ایک مُنتَخَب گروہ کو آنے والی کَشْمَکشْ کے لئے فوجی تربیت بھی دی جاتی تھی۔"[93]

کامیاب سفر: عقل حیران ہے پورے یوپی، بہار، بنگال کے اکثر علاقوں میں منظّم تنظیم ہو رہی ہے، فوجی تربیت دی جا رہی ہے، اِجتماعات ہو رہے ہیں ایک اَنبوہِ کثیر (کثیر ہجوم) کی مَعیّت میں ہر جگہ سیّد احمد دَندَناتے پھر رہے ہیں لیکن تاریخ یا خود مُؤلّف کتاب زیرِ تبصرہ میں انگریز کی طرف سے کسی مُزاحَمت یا اُن علاقوں میں انگریز یا انگریز کے حامی نوابوں یا رَجواڑوں (ریاستوں) میں سے کسی ایک سے بھی مَعمولی جَھڑپ کا واقعہ رونُما نہیں ہوتا۔ حقیقت یہ تھی کہ یوپی، بہار اور بنگال کا بیشتر علاقہ انگریز کے زیرِ اقتدار آ چکا تھا۔ اکثر نوابوں اور راجاؤں نے انگریز کی بالا دَستی (حاکمیّت) تسلیم کر لی تھی اور اُن کے باجگزار (فرمانبردار) بن گئے تھے۔ انگریز کی لُوٹ کَھسوٹ اور ظُلم و زیادتی کا یہ عالَم تھا کہ اگر کسی جگہ پتّہ بھی کھڑ کھڑاتا تو انگریز پورے جنگل کو ہی آگ لگا دیتا یا لگوا دیتا۔ اِن حالات میں سیّد احمد کی تحریک کا چند سالوں ہی میں بقول مؤلّف اتنی تیزی سے پَھلنا پُھولنا اور ہر جگہ اَنبوہِ کثیر (کثیر ہجوم) کا بیعت کرنا اور کسی طرف سے معمولی سی بھی مُزاحَمت نہ ہونا بلکہ جو لوگ مسلمانوں ہی میں سے اِختلاف کریں اُن کا حکومت کو گرفتار کر کے مَظالِم کرنا؛ پھانسیاں دینا؛ کالے پانی بھیجنا؛ کیا اِس بات کی غمّازی (اشارہ بازی) نہیں کرتا کہ انگریز کی سرپرستی اور کثیر مال و زر کے بغیر یہ ممکن ہی نہیں تھا؟ عام مسلمانوں پر تو اصل میں ایک اِستِعْجابی (تعجب خیز) کیفیت (حالت) طاری تھی، وہ صدیوں سے حکمران تھے، اُن کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ چند سالوں ہی میں مُٹھی بھر پردیسی اِس طرح اُن کی اِینٹ سے اِینٹ بَجا کر رکھ دیں گے۔ مسلمانوں کے زوالی اور انگریز کی فُتوحات نے اُن پر ایک ایسا اثر مرتَّب کر دیا تھا کہ وہ حیران اور ششدر ہو کر رہ گئے

---

[92] (ہندوستان میں وہابی تحریک از ڈاکٹر قیام الدین احمد، مترجم پروفیسر محمد مسلم عظیم آبادی، تبلیغی دورے، ص 62، نفیس اکیڈمی، اردو بازار، کراچی، طبع سوم، 1980ء)

[93] (ہندوستان میں وہابی تحریک از ڈاکٹر قیام الدین احمد، مترجم پروفیسر محمد مسلم عظیم آبادی، بیوگان کا عقدِ ثانی، ص 63، نفیس اکیڈمی، اردو بازار، کراچی، طبع سوم، 1980ء)

تھے۔ سراسیمگی (بے چینی) اور پریشانی میں وہ کچھ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ یہ کیا ہوا؟ کیا ہورہا ہے؟ اور کیا ہوگا؟ اِس موقع پر قارئین ذرا اُس کیفیت کا اندازہ کریں جو اُن پر اُس وقت طاری ہوئی تھی جب مشرقی پاکستان سے پاکستان کی اَفواج کی پسپائی کی خبریں آرہی تھیں۔

سیداحمدکی کامیابی: الغرض اِس کیفیت کے شکار مسلمانوں کو "ڈُوبتے کو تنکے کا سہارا" کی مِصداق سیّد احمد کے جَتّھے کا اِس طرح بے خوف وخَطر دَندَناتے پھرنا، اجتماعات کرنا، فوجی پریڈ کا مظاہرہ کرنا، جہاد کے لئے مجاہدین کی بھرتی کرنا وغیرہ ایسے جاذِبِ نظر (دلکش) مظاہرے تھے جس کی وجہ سے عام مسلمانوں کا سیّد احمد پر ٹوٹ پڑنا ایک فطری عمل تھا۔ مسلمان فطرتاً اسلام کے لئے جینا اور اسلام کے لئے مرنے کا جذبہ رکھتا ہے۔

دوسری اہم بات یہ تھی کہ مسلمانوں کا جنگوں یا فُتوحات میں مکر وفریب سے اِس سے قبل کبھی سابقہ نہیں پڑا تھا، اِس وجہ سے وہ اِس بھوکے کبوتر کی طرح جو دانے پر مُنہ مارنے کے لئے جال میں پھنس جاتا ہے۔ سیّد احمد کے مُتَّبعین (پیروکار) کی صَف میں آکر کھڑا ہوگیا۔ وہ سیّد احمد کو نجات دہندہ (نجات دینے والا) سمجھ بیٹھا اور اُس کے اِشارۂ اَبرو کا مُنتَظِر رہا۔ اِس طرح وہ جیالے (مخلص) مسلمان جو اِس اُفتاد (مشکل) پر سَراسیمگی (بے چینی) اور پریشانی میں مبتلا تھے اور جن کے مُتَعَلّق انگریز کا یہ خَدشہ یقیناً سو فیصد صحیح تھا کہ انگریز کے قدم جمانے سے قبل کسی وقت بھی اگر مسلمان دُھول جھاڑ کر، تازہ دم ہو کر مُتّحدہ طور پر اگر مدِّ مقابل آگئے تو پھر آگے بیٹھنے بھی نہ دیں گے اور نکالے بھی جائیں گے۔ مِصداق (مثلاً) انگریز کو سر پر پیر رکھ کر ہندوستان سے بھاگنے کے علاوہ کوئی اور چارہ کار نہ ہوگا، اِس لئے انگریز کے لئے یہ ضروری تھا کہ مسلمان کو کسی طرح اُس وقت تک روکے رکھا جائے جب تک انگریز کی گرفت اچھی طرح مضبوط نہ ہوجائے اور ایسا ہی ہوا، مسلمانوں کا ایک بہت بڑا طبقہ سیّد احمد کو اُمید بنا کر بیٹھ گیا، اُن کی فَعالیّت مُنْجَمِد ہوگئی (سرگرمیاں موقوف ہوگئیں)۔

دوسری طرف انگریز مسلمانوں کے انتشار اور افتراق (جدائیگی) کا خواہاں مسلمانوں کے باہمی رابطوں اور بین الملکی (بین الاقوامی) اجتماعات سے خائِف (خوف زدہ) جانتا تھا کہ اگر مقاماتِ مقدّسہ اور اِجتماعاتِ مذہبی پر دفعہ ۱۴۴ جیسی پابندی لگائی گئی تو نہ صرف یہ کہ وہ کارگر ثابت نہ ہوگی بلکہ مذہبی جذبات مسلمانوں کو قبل از وقت فعّال بنادیں گے۔ اِس نکتۂ نظر کو سامنے رکھ کر غور کیجئے کہ برِّصغیر کے مذہبی مقامات پر مُنعَقِد ہونے والے اِجتماعات یا مختلف نوع (قسم) کے عام مسلمانوں کے اِجتماعات جیسے اَعراس، مذہبی میلے، سالانہ تہوار، شادی یا غمی کے بڑے بڑے اِجتماعات پر خُصوصاً ایسے موقع پر کاری ضرب لگانا، انگریز کے مفاد ہی میں ہو سکتا تھا۔ اِس لئے کہ حیران وششدر عام مسلمانوں کے لئے یہ اجتماعات باہمی رَبط، ان کو تازہ دم کرنے اور اجتماعی فیصلے کرنے کے بہترین مواقع فراہم کرتے تھے خصوصاً اِن اِجتماعات میں شرکت کرنے والوں کی زبان سے انگریز کی ناواقفیّت کتنا بہترین موقع فراہم کر سکتی تھی۔ یہ ہر شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ اسلام کے نام پر سیّد احمد اور اُن کے تبلیغی مشغلوں نے کفر، شرک اور بِدعَت کی ایسی بمباری کی کہ عام مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ شک و شبہ میں مبتلا ہو کر اُن اجتماعات سے بغیر کسی قانونی پابندی کے کنارہ کَش ہوگیا۔

مضمون کے آغاز میں ڈاکٹر قیام الدین کی کتاب، زیرِ تبصرہ سے جو عبارت میں نے نقل کی ہے، اُس میں اُنھوں نے وہابیّت کی کچھ نمایاں خُصوصیتیں بیان کی ہیں۔ اِس عبارت کو میرے مندرجہ بالا خیال کے سامنے رکھ کر ایک بار پھر پڑھیے اور خدارا فیصلہ کیجئے انصاف کے ساتھ تھوڑی دیر تمام مکتبہائے فکر سے ذہن کو آزاد کیجئے اور پھر جو تاریخی نتائج بعد میں سامنے آئے ہیں بتایئے کہ کیا وہ سوچے سمجھے پلان (Plan) کا نتیجہ نہیں تھے؟

آگے چلئے مَظالِم بڑھتے رہے، لُوٹ مار عام ہوتی رہی، مسلمانوں کے سرکردہ لوگوں کو پھانسیاں اور گولیاں ملتی رہیں اور انتظام کے لئے بے چین مسلمان سیّد احمد کا طوقِ غلامی ڈالے ہوئے حکمِ جہاد کا مُنْتَظِر بیٹھا رہا لیکن کب تک بے چینی پھیلنا شروع ہوئی تَسلّی وتَشفّی دینے والی تقریروں کا اثر کم

ہونے لگا۔ ہر طرف سے مُتَّبعین (پیروکار) کا دَباؤ سیّد احمد پر جب بڑھنے لگا تو پھر کیا ہوا "ہندوستان میں وہابی تحریک" کے مُولّف ڈاکٹر قیام الدین سے سنئے وہ لکھتے ہیں: "اِسی موقع پر سیّد احمد نے سفرِ حج میں نکلنے کا عزم کیا یہ فیصلہ کچھ غیر مُتَوَقّع (حیرت انگیز) تھا کیونکہ وہ دوسرے سفر کے لئے کافی تیاریاں کر چکے تھے، وہ تھا ہندوستان کے برطانوی علاقے سے ہجرت۔"[94] (ص ۶۲)

یہ فیصلہ غیر مُتَوَقّع تھا، اِس لئے کہ وہ دوسرے سفر یعنی برطانوی علاقہ سے ہجرت کی تیاریاں کر چکے تھے۔ اب ذرا تاریخی واقعات اُس دور کے سامنے رکھئے تو آپ اِس فیصلہ پر خود بخود پہنچ جائیں گے کہ اصل صورت یہ تھی کہ جس کام کے لئے تیاریاں ہو رہی تھیں اُس کام کی انجام دہی میں مُحِبّ وطن ہندوستانیوں، روہیلو، مَرہَٹوں اور راجپوتوں کی سخت مُزاحَمَت (اختلافات) کی وجہ سے انگریز اپنے مُتَوَقّع پلان (Plan) میں مُؤخَّر ہو گیا تھا یعنی ابھی سَرحَد پر بھیجنے کا وقت، اِس لئے نہیں آیا تھا کہ اُس کو سندھ تک ابھی رَسائی حاصل نہیں ہوئی تھی۔ دوسری طرف سیّد احمد کے عام مُتَّبعین (پیروکار) جو مُسَلَّح (اسلحہ سے آراستہ) تھے، مُنَظَّم بھی تھے اور جہاد کے لئے بے چین بھی، اُن کو بغیر کسی خاص تڑپ کے مُنْجَمِد (روکے) رکھنے میں دِقّت پیش آ رہی تھی۔ بہر حال ابھی ذرا آگے چلئے اور مُؤلّفِ کتابِ مذکور کے ہی الفاظ میں سیّد احمد کے سفرِ حج کا بھی حال پڑھ لیجئے۔

"اُنہوں نے مُجَوَّزَہ (منظور شدہ) قافلہ یعنی قافلۂ حج میں شرکت کے لئے تمام مُلک سے رضاکار طلب کئے اُن رضاکاروں کو بریلی میں جمع ہونا اور وہاں سے کشتیوں پر گنگا ندی سے کلکتہ جانا قرار پایا تھا، پورا گروہ چار سو (۴۰۰) اَفراد پر مشتمل تھا جو چھوٹے چھوٹے دَستوں میں مُنْقَسِم تھا، قافلہ آہستہ آہستہ گنگا سے سفر کرتا ہوا اُس کے ساحِلوں پر اہم شہروں میں ٹھہرتا ہوا جہاں لوگوں کا بڑھتا ہوا اُنجوم بیعت کے لئے جمع ہو جاتا آگے بڑھتا گیا، راستے میں بہت سے عازِمینِ حج (حُجّاج) آملے۔ یہ سفر شوّال ۱۲۳۶ھ ۳۰ جولائی ۱۸۲۱ء کی آخری تاریخ میں بریلی سے شروع ہوا۔ (ص ۶۴) کھلونے دے کے بہلایا گیا ہوں کس سادگی سے عازِمینِ حج (حُجّاج) اور آمادگانِ انتقام (بدلہ لینے والوں) کو بہلایا جا رہا ہے۔ دوسری طرف کس صفائی سے وقت نکالا جا رہا ہے۔"[95]

آگے چل کر مُؤلّف ص ۷۳ پر کلکتہ میں قیام وروانگی کے زیرِ عُنوان رقمطراز ہیں:

"سیّد احمد راج محل سے چل کر صفر ۱۲۳۷ھ مطابق ستمبر ۱۸۲۱ء کو مرشِد آباد (Murshidabad) اور کٹوا (ضلع بردوان) میں مُخْتَصر قیام کرتے ہوئے کلکتہ پہنچے۔ کلکتہ میں اُن کا قیام سب سے طویل تھا تین ماہ سے زیادہ وہاں بھی مُضافاتی (گردونواح کے) گاؤں اور دُور دَراز مَقامات جیسے سِلہٹ (Sylhet) اور چاٹگام سے لوگ بیعت کے لئے حاضر ہوئے کلکتہ سے رَوانگی کے وقت قافلہ ۷۵۰ (سات سو پچاس) اَفراد تک پہنچ چکا تھا۔ یہ دس ٹولیوں میں تقسیم کر دیا گیا اور ہر ایک ٹولی ایک، ایک سردار کے ماتحت کر دی گئی۔ مُتَفَرّق ٹولیاں الگ، الگ کشتیوں میں سوار ہوئیں پوری جماعت

---

[94] (ہندوستان میں وہابی تحریک از ڈاکٹر قیام الدین احمد، مترجم پروفیسر محمد مسلم عظیم آبادی، بیوگان کا عقد ثانی، ص 63، نفیس اکیڈمی، اردو بازار، کراچی، طبع سوم، 1980ء)

[95] (ہندوستان میں وہابی تحریک از ڈاکٹر قیام الدین احمد، مترجم پروفیسر محمد مسلم عظیم آبادی، سید احمد کا سفر حج، ص 64، نفیس اکیڈمی، اردو بازار، کراچی، طبع سوم، 1980ء)

گیارہ کشتیوں میں پھیل گئی۔ سیّد احمد نے اُن کا صرف کرایہ تیرہ ہزار روپیہ(۱۳۰۰۰) ادا کیا، اُس میں سے زیادہ مختلف مدّاحوں اور مُتّبعین(پیروکار) نے بطور تحفہ عَطیہ پیش کیا تھا۔"[96]

انتباہ... ذرا غور کیجئے کس خوبصورتی سے انگریز سے انتقام لینے کا جذبہ جو مسلمانوں کی نیندیں حرام کئے ہوئے تھا، اسلام کے لئے جینے اور اسلام کے لئے مرنے کا جو شوقِ شہادت دِلوں میں مچل رہا تھا، اسلام کے ہی ایک فرض کو سامنے کر کے ٹھنڈا کیا جا رہا ہے اور پھر اِس پر بھی توجہ دیجئے بریلی کا عازِمِ حج(حاجی) بمبئی کے سیّدھے راستے کی بجائے کلکتہ جو انگریز کا ہیڈ کوارٹر اور دُور دراز ہی نہیں بلکہ مُتَضاد سَمت کا راستہ ہے اختیار کیا جا رہا ہے۔ اوّل تو جولائی کا چلا ہوا قافلہ کلکتہ ہی ستمبر میں پہنچا ہے۔ دوسرے وہاں بھی مزید تین ماہ سے زائد قیام ہو رہا ہے۔ یہ مسئلہ بھی توجہ کا محتاج ہے کہ صرف ایک طرف کا کرایہ تیرہ ہزار(۱۳۰۰۰) اُس وقت کے تیرہ ہزار(۱۳۰۰۰) آج کے تیرہ(۱۳) کروڑ کے برابر ہیں کے حساب سے واپسی کا کرایہ اور پھر ۷۵۰ افراد کا دو سال تک عرب کے قیام کا خرچہ کہاں تک پہنچا ہو گا؟ اور پھر اُس کی آمد کی سبیل کیا ہو گی؟۔ خدارا مجھے بتاؤ اتنے بڑے پروجیکٹ(Project) کیا حکومتوں کی سرپرستی کے بغیر بھی کبھی تاریخ میں تکمیل کو پہنچے ہیں؟۔

تصویر کا دوسرا رخ: یہ تو سیّد احمد بریلوی کا کارنامہ ہے، جس نے "تحریکِ وَہابیّت" کی راہ ہموار کی، اُس پر اُس کے مریدِ صادِق اور خلیفہ، عاشق مولوی اسماعیل دہلوی(جس نے اپنا چچا سراج الہند، ولی کامل، مسندِ تیرہویں کا مجدّد، جملہ پاک وہند کے ہر مذہب کے عُلَماء، استاذ الکل شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی قدس سرہ کا دامن چھوڑ کر ایک جاہِل، غبی اور فریبی سیّد احمد بریلوی کا مرید بن کر) نے پاک وہند میں وَہابیّت پھیلائی۔

کتاب التوحید اور تقویہ الایمان: جس طرح انگریز نے تُرکوں کے خِلاف محمد بن عبد الوہاب نجدی کو تیار کیا اور اُس کے مذہبِ وہابی کی نصابی کتاب کتاب التوحید اپنے آدمیوں سے تیار کرا کے عوامِ اَہْلِ عرب کو خصوصاً دوسرے مسلمانوں کو عموماً اِس پر کاربند ہونے پر مجبور کیا۔ اِسی طرح پاک و ہند میں مولوی اسماعیل دہلوی کو تیار کر کے اُس کے لئے کتاب التوحید کو "تقویۃ الایمان" کے نام سے تبدیل کر کے پاک وہند کے مسلمانوں کو انگریز کے دامِ تزویر(سازش) میں پھنسانے کا پروگرام(Program) بنایا۔ فقیر(اویسی) اسماعیل دہلوی کی کتاب "تقویۃ الایمان" اور اس کے مُتّبِعین(پیروکار) کے چند حوالے پیش کر کے عرض کرتا ہے کہ کیا تمہیں ایسے عقیدے قبول ہیں؟ ورنہ چند بار لعنتوں کے الفاظ دہرا کر وَہابیّت کے عمل نامے پر پھونک اُڑا دیں۔

وھابیوں کے عقائد ومسائل

۱۔ذاتِ الٰہی کی گستاخی:

چه مقدمه قضیه غیر مطابقه غیر مو اقع والقائے آن بر ملائکه وانبیاء خارج ازقدرت الهیه نیست . والا لازم آید که قدرت انسانی ازیدازقدرت ربانی باشد۔(رسالہ یکروزہ فارسی، ص ۱۷، مطبوعہ ملتان)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ انبیاء اور فرشتوں کو ایسی باتیں کہہ سکتا ہے، جو حقیقت کے مطابق نہ ہوں(جھوٹی ہوں)، ورنہ لازم آئے گا کہ انسان کی طاقت اللہ سے بڑھ جائے کیونکہ انسان تو ایسا کر سکتے ہیں۔

---

[96] (ہندوستان میں وہابی تحریک از ڈاکٹر قیام الدین احمد، مترجم پروفیسر محمد مسلم عظیم آبادی، کلکتہ میں قیام وروانگی، ص 73، نفیس اکیڈمی، اردو بازار، کراچی، طبع سوم، 1980ء)

۲۔ کِذب (جھوٹ) داخلِ تحتِ قدرتِ باری جل و علیٰ کیوں نہ ہو؟ وہ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ہے۔[97]

(دیوبندی مذہب کی معتبر کتاب "براہین قاطعہ" مُصدّقہ قطب الاقطاب رشید احمد گنگوہی ص ۲۷۵)

۳۔ امکانِ کذب کہ خلفِ وعید کی فرع ہے۔

۴۔ اور ظاہر ہے کہ اگر اِس کا خِلاف ہو تو کذب لازم آئے مگر آیتِ اُولیٰ (پہلی آیت) سے اُس کا تحتِ قدرتِ باری تعالی داخل ہونا معلوم ہوا پس ثابت ہوا کہ کِذب (جھوٹ) داخلِ تحتِ قدرتِ باری تعالیٰ جلّ و علیٰ ہے۔ کیوں نہ ہو؟ وہ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ہے۔[98] (فتاویٰ رشیدیہ. ص ۲۱۱ .کتاب العقائد)

۵۔ "چوری، شراب خوری، جہل و علم سے مُعارَضہ (مخالفت) بھی کم فہمی سے ناشی (پیدا ہوتا) ہے، کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت کا بندہ کی قدرت سے زائد ہونا اور خدا کے مقدورات (قدرت) کا بندہ کے مقدورات (قدرت) سے زائد ہونا ضروری نہیں۔ حالانکہ یہ کُلیہ (قاعدہ) مسلّمۂ اہل کلام ہے جو مقدور العبد (بندے کی قدرت ہے)، وہ مقدور اللہ ہے (اللہ کی قدرت ہے)۔"[99] (تذکرۃ الخلیل، مصنفہ عاشق الٰہی میرٹھی، ص ۱۳۵، مطبوعہ سیالکوٹ)

۶۔ سواِسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔[100] (تقویۃ الایمان، صفحہ ۵۳ چوتھا باب علم)

۷۔ اور انسان خود مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو پہلے سے کوئی علم نہیں کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو اُن کے کرنے کے بعد معلوم ہو گا۔[101]

(تفسیر بلغۃ الحیران، صفحہ ۱۵۷)

۸۔ البتہ منافق دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی (اللہ) اُن کو دغا دے گا۔ (دیوبندی مذہب کا معتبر ترجمہ قرآن مجید، پارہ نمبر ۵، سورۃ النساء، آیت نمبر ۱۴۲)

سیّد الانبیاء محمد ﷺ کی گستاخیاں:

۱۔ زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی کی مُجامَعَت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اُس جیسی اور بزرگوں کی طرف (خواہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں) اپنی ہمّت (سوچ) کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مُستَغرَق ہونے سے کئی درجہ بدتر ہے۔ (دیوبندی مذہب کی معتبر کتاب "صراطِ مستقیم" اردو، صفحہ ۹۷ مطبوعہ دیوبند)

۲۔ آپ کو بھائی کہا تو کیا خِلافِ نص کے کہہ دیا وہ تو خود نص کے موافق ہی کہتا ہے۔

۳۔ ایک صالح، فخرِ دوعالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرّف ہوئے تو آپ (ﷺ) کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ (ﷺ) کو یہ کلام کہاں سے آ گئی آپ (ﷺ) تو عربی ہیں؟ فرمایا کہ جب سے مدرسۂ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا مجھ کو یہ زبان آ گئی۔

(دیوبندی مذہب کی مُعتبَر کتاب "براہینِ قاطعہ"، صفحہ ۲۶، مطبوعہ ساڈھورہ)

۴۔ آپ (ﷺ) کی ذاتِ مقدّسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اِس سے مراد بعض غیب ہے یا کُل غیب؟ اگر بعض عُلومِ غیبیہ مراد ہیں تو اِس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے؟ ایسا علمِ غیب تو زید، عمر، بکر بلکہ ہر صَبی (بچہ) و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان مع بسط البنان، صفحہ ۸، مطبوعہ دیوبند)

---

[97] (براہین قاطعہ، ص 274، بحکم رشید احمد گنگوہی دیوبندی)(براہینِ قاطعہ از خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی، ص6، مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ دیوبند)

[98] (فتاویٰ رشیدیہ از رشید احمد گنگوہی، ص 237، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)(تالیفاتِ رشیدیہ از رشید احمد گنگوہی، ص 98، 99، ادارہ اسلامیات لاہور)

[99] (تذکرۃ الخلیل از عاشق الٰہی میرٹھی، ص 135، مکتبہ قاسمیہ، رنگ پورہ روڈ، سیالکوٹ، 1389ھ/1969ء)

[100] (تقویۃ الایمان از اسماعیل دہلوی، ص 29، چوتھا باب علم، مکتبہ نعیمیہ، صدر بازار، لاہور)

[101] (بلغۃ الحیران فی ربط آیات الفرقان از حسین علی، ص 157 تا 158، حمایتِ اسلام پریس، لاہور)

۵۔ غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علمِ مُحیط کا فخرِ دو عالم (ﷺ) کے لیے خِلافِ نُصوصِ قَطعیّہ کے بِلا دلیل محض قیاسِ فاسد سے ثابت کرنا شرک نہیں تو اور کونسا ایمان کا حصہ ہے؟۔ شیطان اور ملک الموت کو یہ وُسعت نَص سے ثابت ہوئی۔ فخرِ دو عالم (ﷺ) کی وُسعتِ علمی کوئی نَصّ قطعی ہے کہ جس میں تمام نُصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرنا ہے؟۔

(دیوبندی مذہب کی معتبر کتاب "براہینِ قاطعہ"، ص نمبر ۵۱، مطبوعہ ساڈھورہ)(اشباب الثاقب، مصنفہ حسین احمد مدنی، صفحہ ۹ مطبوعہ دیوبند)

۶۔ جیسا ہر قوم کا چوہدری اور گاؤں کا زمیندار سو اِن معنوں کو ہر پیغمبر اپنی امّت کا سردار ہے۔[102] (تقویۃالایمان، صفحہ ۱۱۵ ساتویں باب: عادات میں شرک، مطبوعہ لاہور)

۷۔ یعنی کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی ہی تعریف ہو سو وہی کرو، سو اُس میں بھی اختصار کرو۔[103]

(دیوبندی مذہب کی معتبر کتاب "تقویۃالایمان"، صفحہ ۱۱۵، ساتواں باب: عادات میں شرک، مطبوعہ لاہور)

۸۔ میں (نبی علیہ السلام) بھی ایک دن مر کے مٹی میں ملنے والا ہوں۔[104] (تقویۃالایمان، صفحہ ۱۱۲، ساتواں باب: عادات میں شرک)

۹۔ یعنی انسان آپس میں بھائی ہیں، جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے، سو اُس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔[105]

(تقویۃالایمان، صفحہ ۱۱۱، ساتواں باب: عادات شرک، مطبوعہ لاہور)

۱۰۔ جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار (موچی) سے بھی ذلیل ہے۔[106]

(تقویۃالایمان، صفحہ ۴۳، تیرہواں باب: شرک کی برائی، مطبوعہ لاہور)

۱۱۔ جس شخص کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔[107] (تقویہ الایمان، صفحہ ۸۲، چھٹا باب: شرک فی العادات)

سوال: لفظ رَحۡمَةً لِّلۡعَالَمِينَ مخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں؟

جواب: رَحۡمَةً لِّلۡعَالَمِينَ خاصّہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے بلکہ دیگر اَولیا و اَنبیا اور عُلَماءِ رَبّانین بھی مُوجِب (سبب) رحمتِ عالَم ہوتے ہیں۔[108] (دیوبندی ماذہب کا معتبر فتاویٰ، فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۲۱۸، کتاب العقائد، مطبوعہ کراچی)

۱۳۔ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی (ﷺ) بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیّتِ محمدی (ﷺ) میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

۱۴۔ "ہر قسم سے نبی کا معصوم ہونا ضروری نہیں۔"[109] (دیوبندی مذہب کی معتبر کتاب "تصفية العقائد"، صفحہ ۳۹، جواب نمبر ۱۵)

۱۵۔ "بالجملہ علی العُموم (عام طور پر) کِذب کو منافیٔ شانِ نُبوت بایں معنیٰ سمجھنا کہ یہ مَعصیّت (گناہ) ہے اور اَنبیا علیہم السلام مَعاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں۔"[110] (تصفية العقائد، صفحہ ۳۱، مطبوعہ کراچی، جواب نمبر ۱۵)

---

102)(تقویۃالایمان معہ تذکیر الاخوان از مولوی اسماعیل دہلوی، الفصل الرابع ذکر ردالاشراک فی العبادات، صفحہ 85، شمع بک ایجنسی، یوسف مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار لاہور)

103)(تقویۃالایمان معہ تذکیر الاخوان، الفصل الرابع ذکر ردالاشراک فی العبادات، ص84، شمع بک ایجنسی، یوسف مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار لاہور)

104)(تقویۃالایمان از اسماعیل دہلوی، ص81، بیت القرآن، اولمپک پلازہ، الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

105)(تقویۃالایمان معہ تذکیر الاخوان، الفصل الرابع ذکر ردالاشراک فی العبادات، ص80، شمع بک ایجنسی، یوسف مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار لاہور)

106)(تقویۃالایمان معہ تذکیر الاخوان از مولوی اسماعیل دہلوی، الفصل الاول فی الاجتناب عن الاشراک، ص20، شمع بک ایجنسی، یوسف مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار لاہور)

107)(تقویۃالایمان مع تذکیر الاخوان از مولوی اسمعیل دہلوی، ص43، مطبوعہ: میر محمد کتب خانہ مرکز علم وادب آرام باغ کراچی)

108)(فتاوی رشیدیہ کامل، کتاب العقائد، ص244، دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی)

109)(تصفية العقائد از محمد عبد الاحد، ص25، جواب نمبر 15، مجتبائی دہلی)

110)(تصفية العقائد از محمد عبد الاحد، ص28، جواب نمبر 15، مجتبائی دہلی)

۱۶۔ تاکہ معاف کرے اللہ تجھ کو جو آگے ہو چکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔ (قرآن مجید، ترجمہ محمود الحسن دیوبندی، پارہ نمبر ۲۶، سورۃ الفتح، آیت نمبر ۱)

۱۷۔ معافی مانگ، اپنے گناہ کے واسطے اور ایماندار مردوں اور عورتوں کے لئے۔ (قرآن مجید ترجمہ، شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی، آیت نمبر ۱۹، پارہ نمبر ۲۲، رکوع نمبر ۴، سورہ محمد)

۱۸۔ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ اُس وقت وہ حرکت، میں کر بیٹھا تھا اور مجھ سے غلطی ہو گئی۔

(دیوبندی مذہب کی معتبر تفسیر "بیان القرآن" مولوی اشرف علی تھانوی، پارہ نمبر ۱۹، سورۃ اشعراء، جلد دوم، آیت نمبر ۲۰، رکوع نمبر ۴، ناشر تاج کمپنی کراچی)

۱۹۔ البتہ عورت نے فکر کیا اُس کا (یوسف کا) اور اُس (یوسف) نے فکر کیا عورت (زلیخا) کا۔ (قرآن مجید، مترجم محمود الحسن دیوبندی، آیت نمبر ۲۴، پارہ نمبر ۱۲، سورۃ یوسف ر، رکوع نمبر ۱۳)

۲۰۔ اور مچھلی والے (یونس) جب چلا گیا غصہ ہو کر پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے اُس کو۔ (قرآن مجید، مترجم پارہ نمبر ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت نمبر ۸۷، ناشر غلام علی اینڈ سنز لاہور)

۲۱۔ یہاں تک کہ جب ناامید ہونے لگے رسول اور خیال کرنے لگے کہ اُن سے جھوٹ کہا گیا۔

(قرآن مجید، مترجم از محمود الحسن دیوبندی، آیت نمبر ۱۱۰، پارہ نمبر ۱۳، رکوع نمبر ۶ سورۃ یوسف)

۲۲۔ اَنبیا کو بھی طاغوت (شیطان) کہا جا سکتا ہے۔

۲۳۔ طاغوت کا معنی كلما عبده من دون الله فهو الطاغوت اِس معنی پر طاغوت، جن اور ملائکہ اور رسول کو بولنا جائز ہو گا۔[111]

(دیوبندی مذہب کی معتبر تفسیر، بلغة الحیران، از مولوی حسین علی استاد مولوی غلام اللہ خان، صفحہ ۴۳، مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام نوٹ فرمالیں کہ لفظ طاغوت یہ اصطلاح قرآن میں شیطان اور سرکش کے لئے آیا ہے۔ دیکھو سورۃ النساء آیت نمبر ۵۱ اور سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۱۵، لغت کی معتبر کتاب جس کا مقدّمہ مفتی محمد شفیع دیوبندی نے کیا تھا اِس کا صفحہ نمبر ۶۰۸۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ دیوبندی مذہب کے نزدیک اَنبیاء، اولیا، اور ملائکہ کو شیطان، سرکش کہنا جائز ہے۔ مَعَاذَ اللّٰہِ ثُمَّ مَعَاذَ اللہ

۲۴۔ محمود الحسن دیوبندی

ے قبولیّت اِسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں — عبیدِ سود کا اُن کے لقب ہے یوسفِ ثانی[112] مرثیہ از محمود الحسن دیوبندی)

۲۵۔ تمہاری تربتِ انور کو دے کر طور سے تشبیہ — کہوں ہوں بار بار ارنی مری دیکھی بھی نادانی[113] (مرثیہ از محمود الحسن دیوبندی)

۲۶۔ مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا — اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم[114] (مرثیہ ۲۳، مطبوعہ مکتبہ قاسمیہ، لاہور)

۲۷۔ ایک دن اعلیٰ حضرت (رشید احمد گنگوہی) نے خواب دیکھا کہ آپ کی بھاوج (جیٹھانی) آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ کی بھاوج سے فرمایا: اُٹھ تُو اِس قابل نہیں کہ اِمداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے اُس کے مہمان عُلَما ہیں، اُس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا۔[115] (امداد المشتاق، صفحہ ۱۷، شائمِ امدادیہ، نفحہ سوم، صفحہ ۱۵، مطبوعہ ملتان)

---

111) (تفسیر بلغة الحیران از مولوی حسین علی استاد مولوی غلام اللہ خان،، ص 43، مطبوعہ حمایت اسلام پریس لاہور)

112) (مرثیہ از محمود الحسن، ص 6، مطبوعہ مکتبہ قاسمیہ، لاہور) (مرثیہ از محمود الحسن، ص 6، کتب خانہ اعزازیہ، دیوبند ضلع سہارنپور)

113) (مرثیہ از محمود الحسن، ص 12، مطبوعہ مکتبہ قاسمیہ، لاہور) (مرثیہ از محمود الحسن، ص 12، کتب خانہ اعزازیہ، دیوبند ضلع سہارنپور)

114) (مرثیہ از محمود الحسن، ص 23، مطبوعہ مکتبہ قاسمیہ، لاہور) (مرثیہ از محمود الحسن، ص 23، کتب خانہ اعزازیہ، دیوبند ضلع سہارنپور)

115) (تذکرۃ الرشید، سلوک و تحصیل طریقت، 1/46، بلالی سٹیم پریس، ساڈھورہ)

(امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق از اشرف علی تھانوی، ص 20، اسلامی کتب خانہ) (شائم امدادیہ از اشرف علی تھانوی، نفحہ سوم، مسند ارشاد پر جلوہ فروز ہونا اور سفر حج، 1/15، کتب خانہ شرف الرشید، شاہ کوٹ، مغربی پاکستان)

۲۸۔لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کہنے والے کی تعریف کرنی چاہیے۔

مجدد اشرف علی تھانوی: ایک آدمی نے خط لکھا کہ میں رات کو سویا اور خواب میں کلمہ مولوی اشرف علی کا پڑھتا ہوں اور درود بھی اشرف علی تھانوی کا ہی پڑھتا ہوں جب بیدار ہوا تو زبان پر پھر بھی اشرف علی کا ہی نام آتا ہے۔ بڑی کوشش کرتا ہوں لیکن اب بیدار ہوں مجبور ہوں اور یہ پڑھتا ہوں: لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ ، درود یہ پڑھتا ہوں: اللھم صلی علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی، مولانا اشرف علی تھانوی اِس کا جواب جو دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ اِس واقعہ میں تسلّی تھی کہ جس کی طرف تم رُجوع کرتے ہو وہ بِعَونہٖ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ کی مدد سے) مُتَّبعِ سنّت (سنّت کی پیروی کرنے والا) ہے۔ (۲۲ شوال ۱۳۳۵ھ)[116] (رسالۃ الامداد، بات ماہ صفر المظفر ۱۳۳۶ ہجری، عدد نمبر ۸، جلد نمبر ۳، مطبوعہ امداد المطابع تھا، نہ بھون بہ برکت دعا مولانا اشرف علی تھانوی رجسٹرڈ نمبر ۲۷۷)

۳۰۔ کورکورا نہ مرورو کربلا تا نی فتی چوں حسین اندر کربلا[117] (تفسیر بلغۃ الحیران)

۳۱۔امیر مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری نے امروہہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سور ہیں اور سور کھانے والے ہیں۔ پھر میرٹھ مولوی حبیب الرحمن لدھیانوی صدرِ مجلسِ اَحرار اِس قدر جوش میں آئے کہ دانت پیستے جاتے تھے، غصّہ میں آکر ہونٹ چباتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ دس ہزار جناح اور شوکت اور ظفر جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کئے جاسکتے ہیں۔
(چمنستان نمبر ۱۱۵، ظفر علی خان مطبوعہ لاہور ۱۹۴۴ء)

نوٹ: قارئین! دیوبندیوں، وہابیوں کے اُن عَقائد و مَسائل کو پڑھ کر اپنے مُتَعَلِّق فیصلہ کریں کہ اِس گروہ سے آپ کو رشتہ جوڑنا ہے یا توڑنا ہے؟۔ قیامت میں اِن کے ساتھ اُٹھنا ہے تو اِن کے ساتھ رہیے، مرنے کے بعد جہاں یہ دوزخ کا اِیندھن بنیں گے تو جناب بھی اِن کے ساتھ جہنّم کے عذاب کے مزے لیں گے۔ اِن سے رشتۂ مذہبی ابھی سے توڑ کر اَہلِ سنّت کے ساتھ جوڑ لیں۔ اِن شاءاللہ بیڑا پار ہو گا۔

وَمَا عَلَيْنَآ إِلَّا ٱلْبَلَٰغُ

وَٱلسَّلَامُ

محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان۔

۱۵ ذوالحجہ ۱۴۲۸ھ بروز بدھ

116)(رسالہ الامداد بابت ماہ صفر 1336ھ، ص35، مطبع تھانہ بھون)
117)(تفسیر بلغۃ الحیران ، ص399، مطبوعہ حمایت اسلام پریس لاہور)